Regd. No. P/GDP-3
Phone No. 35
ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ
ہفت روزہ
بدر
سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان
خصوصی اشاعت
ارشاد حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب
خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ
"جب خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے تو کسی اور کی کیا طاقت ہے کہ اُس کے کام میں روک ڈالے ....
... جب میں مرجاؤں گا تو وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اُس کو آپ کھڑا کر دے گا۔"
(بدر ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۵،۴)
ادارۂ تحریر
ایڈیٹر:- خورشید احمد انور
نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

ہفت روزہ بدر قادیان
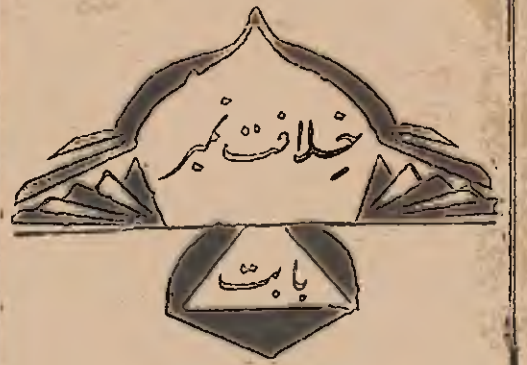
۲ شوال ۱۴۰۸ ہجری
مطابق
۱۹ ہجرت ۱۳۶۷ ہش
۱۹ مئی ۱۹۸۸ء

جلد: ۳۷ شمارہ: ۲۰

شرح چندہ

سالانہ ———— ۵۰ روپے
ششماہی ———— ۲۵ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ——— ۲۰۰ روپے
فی پرچہ ———— ایک روپیہ
خاص نمبر ———— دو روپے

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۶ ہجرت (مئی) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں ملنے والی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ حضور پر نور بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں اور ہفتہ و اتوار کے روز انگریزی میں قرآن مجید کا پر معارف درس دے رہے ہیں الحمد للہ۔

احباب کرام بالالتزام اپنے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے درد دل سے دعائیں کرتے رہیں۔

٭۔ مقامی طور پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ اور جملہ درویشان کرام و احباب جماعت بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں الحمد للہ

٭۔ مورخہ ۲۲ تا ۲۶ رمضان المبارک بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم نے سورۃ احقاف تا سورۃ تحریم کا اور مورخہ ۲۷ تا ۲۹ رمضان المبارک مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر نے سورہ ملک تا سورہ الناس کا درس دیا درس کے اختتام پر محترم امیر صاحب مقامی نے کثیر احباب سمیت اجتماعی دعا کرائی۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

جماعت احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کا قیام

عہد خلافت راشدہ کے آخر میں رونما ہونے والے واقعات کا بغور مطالعہ کرنے سے تاریخ اسلام کے خوش کن اور مایوس کن دو پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں جن کے تجزیہ سے ہر ذی فہم اندازہ کرسکتا ہے کہ سرور کائنات فخر موجودات حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمان جب تک خلافت کے بابرکت آسمانی نظام سے منسلک رہے زندگی کے ہر شعبہ میں عظیم الشان ترقیات اور کامیابیاں ان کے قدم چومتی رہیں۔ مگر جیسے ہی خلافت اسلامیہ ملوکیت کے رنگ میں رنگین ہوئی نہ صرف دینی بلکہ دنیوی اعتبار سے بھی مسلمانوں کے قدم شاہراہ ترقی و کامرانی سے ہٹ کر جادۂ تنزل و انحطاط پر گامزن ہو گئے اور رفتہ رفتہ وہ اس بنیادی شرف سے بھی یکسر محروم ہو گئے جو کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ کے پر شوکت قرآنی الفاظ میں انہیں منجانب اللہ آسمان سے عطا ہوا تھا۔ چنانچہ آج دنیائے اسلام جس کس مپرسی اور مظلومیت کا شکار ہے وہ ہمارے لئے عبرت انگیز بھی ہے اور سبق آموز بھی

اس دردناک پس منظر میں نظام خلافت کی ضرورت اور اس کی غایت درجہ اہمیت سے آگاہ ہونا ہمارے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ سلسلہ نبوت کی حقیقت سے روشناس ہونا۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کے جن بنیادی مسائل کے بارہ میں اپنے ذاتی مشاہدات اور وحی الٰہی کی بنا پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے ان میں سر فہرست مسئلہ نبوت اور اس کے بعد مسئلہ خلافت ہے۔ حضورؑ لفظ "خلافت" کی لغوی اور اصطلاحی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں۔" (الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۳ء)

اسی طرح حضور ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:۔

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسولوں کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔" (شہادت القرآن صفحہ ۵۴)

ان ہر دو اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ نبوت کے بعد سلسلہ خلافت کا ہونا ازبس ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر نبوت و رسالت کے مہتم بالشان اغراض و مقاصد پورے نہیں ہو سکتے۔ یہی وہ ناقابل تردید حقیقت ہے جس کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں فرمایا ہے:۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ...... الخ

یعنی مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ حتمی وعدہ ہے کہ وہ ان میں ویسی ہی خلافت قائم کرے گا جیسی پہلے لوگوں میں قائم کی گئی تھی۔ اس خلافت کا مدعا اور مقصد یہ ہوگا کہ تا وہ دین جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ مامور کے ذریعہ قائم کیا گیا ہے وہ مضبوطی کے ساتھ دنیا میں قائم ہو جائے اور ابتداءً کمزوری اور خوف کی جو حالت رونما ہو وہ دور ہو کر امن کی صورت پیدا ہو جائے۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی اسی حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ:۔

مَا کانت نبوۃ قط اِلّا تبعتھا خلافۃ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۰۹)

یعنی نبوت کے بعد نظام خلافت کا قیام ضروری ہے تا نبوت کے مہتم بالشان مقاصد کی تکمیل ہو سکے۔

قرآن حکیم، ارشاد نبویؐ اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا تحریرات کی روشنی میں نظام خلافت کی ضرورت و اہمیت ظاہر و باہر ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی وہ قدیمی سنت ہے جس کے تحت اس نے ہر زمانہ میں انبیاء علیہم السلام کے مقدس کام اور مشن کو جاری و ساری رکھنے کے لئے خلافت کا بابرکت آسمانی نظام جاری کیا ہے۔ یہی نظام سرور کائنات فخر موجودات حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت راشدہ کی صورت میں قائم ہوا اور ضروری تھا کہ آپؐ کے ارشاد ثم تکون الخلافۃ علیٰ منہاج النبوت کے مطابق آپ کی بعثت ثانیہ میں بھی یہی بابرکت نظام دوبارہ قائم ہوتا۔ چنانچہ موجودہ زمانے میں جبکہ مذہب کی حقیقت بالکل گم ہو چکی تھی۔ اور مذہب کی طرف منسوب ہونے والے مذہب کو انتہائی مکروہ شکل میں پیش کر رہے تھے خدا تعالیٰ نے مقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو تجدید و احیاء دین کی غرض سے مبعوث فرمایا اور آپ کی وفات کے بعد آپؑ کے اس مقدس مشن کی تکمیل کے لئے ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو جماعت احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کا بابرکت آسمانی نظام دوبارہ قائم کیا جس کے تین مظاہر کے انتہائی کامیاب و بامراد ادوار کی غیر معمولی برکات اور فیوض کا بچشم خود مشاہدہ کرنے کے بعد آج ہم بفضلہ تعالیٰ سیدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نہایت درجہ انقلاب آفریں اور اولوالعزم قیادت میں شاہراہ غلبہ اسلام پر رواں دواں ہیں۔ ۲۷ مئی کا مقدس تاریخی دن ہر سال ہمیں یہ احساس دلاتا ہے کہ وہ انعام جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر نازل فرمایا ہے ہم اس کی دل سے قدر کریں اور جو برکات اور ترقیات جماعت کو خلافت سے وابستہ رہنے کی صورت میں حاصل ہوئیں ان سے اپنی نئی نسل کو بھی آگاہ کرتے رہیں تا ایمان اور اعمال صالحہ سے مشروط خدا تعالیٰ کا یہ عظیم انعام رہتی دنیا تک ہم میں قائم و دائم رہے۔

وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیۡزٍ۔

(خورشید احمد انور)

میرزا احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے

اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا

سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین پر پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِی۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔"

(رسالہ الوصیت ص۶)

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگی رہے تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔"

(رسالہ الوصیت ص۷،۸)

"دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آ جائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آ جائیں۔"

(سبز اشتہار مطبوعہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

"چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کر دیتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہ تھا کہ رسول کریمؐ کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں رکھنا ضروری ہے۔ پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پرواہ نہیں۔"

(شہادت القرآن)

"ان آیات کو اگر کوئی شخص تامل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ اس امت کے لئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنی رکھتا ہے۔ (شہادت القرآن ص۵۸)

"انعامِ خلافت ہو گیا جاری پھر سے اُمتِ احمدؐ میں"

بطنِ گردشِ صبح و مسا سے چودہویں صدی کا ظہور ہوا
وقت نے اپنا چولہ بدلا طرزِ کہن مستور ہوا

انوارِ شاہِ مدینہ لے کر "کدعہ" سے چاند نے کھیت کیا
ظلمت ساری دور ہوئی، کل عالم بقعۂ نور ہوا

فرمانِ شاہِ ختمِ رسالت ہو گیا پورا شکرِ خدا
سر پہ صدی کے فضلِ حق سے مجددِ دیں کا ظہور ہوا

وہ ہے مجدد الفِ آخر مہدئ عہد و مسیحِ زماں
جلالِ نبیؐ یوں اُس سے نمایاں، شیطاں بھی مقہور ہوا

تھا وہ غلامِ سید بطحیٰؐ، موردِ فضلِ ربِ یگاں
اُس کے روئے پاک سے ظاہر حسنِ خدا مشکور ہوا

صبغۃ اللہ میں رنگین تھا سر سے پا تک مردِ خدا
دیکھ کر حالِ زوالِ اُمت قلب اس کا رنجور ہوا

جس کی صداقت کو خاطر خورشید و مہ گہنائے گئے
دیکھا جس نے یہ نظارہ وہ شاداں مسرور ہوا

اسلام ہے اک زندہ مذہب اس نے بتایا عالم کو
ہزاروں لاکھوں نشاں دکھا کر فاتح اور منصور ہوا

سید بطحیٰ نبیؐ ہیں زندہ، برکات اُن کے جاری ہیں
حشر تلک نوران کا نمایاں نہیں ہرگز مستور ہوا

ہے قرآں کتاب زندہ اب بھی نشاں ہے دکھلاتا
جو نہ مانے اس کی عظمت لطفِ رب سے دور ہوا

انعامِ خلافت ہو گیا جاری پھر سے اُمتِ احمدؐ میں
جو بھی روگرداں ہوا اس سے خوار و ذلیل و رنجور ہوا

تختِ خلافت کی زینت ہے فضلِ عمرؓ کا لختِ جگر
سچ ہے جس کی دہر میں پھیلا دینِ حق کا نور ہوا

جس کی فطرت میں ہے نیکی وہ تو خلافت کا ہے متبع
دور اس سے رہتا ہے وہی جسے عقل پہ ناز غرور ہوا

آدم کے قصے میں پنہاں انساں کے لئے ہے اک سبق
ناری طبیعت والا سرکش راندۂ فضلِ حضور ہوا

دنیا کے ہر خطے میں اسلام کا سکہ ہو گا رواں
ہے یہی تقدیر خدا کی حق کو ہی منظور ہوا

بزمِ شعر و سخن میں کل شب عاجز نے یہ نظم پڑھی
ہر سخنداں سن کر اس کو شاد ہوا مسرور ہوا

(سید ادریس احمد ناصر کرمانی ربوہ)

درخواستِ دعا :- خاکسار کی والدہ محترمہ کافی عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ علاج جاری ہے ان کی کامل شفایابی اور محترم والد صاحب کے کاروبار میں برکت نیز اہلِ و عیال کی صحت و سلامتی اور جملہ پریشانیوں کی ازالہ کیلئے دعا کی درخواست ہے (خاکسار سید رفیع احمد تیماپوری)

خلافت علیٰ منہاج النبوت

الحدیث ...... ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ
(مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۴۰۴)

حاضر و ناظر وہی والا مقام — دو جہاں کا ہے مدبر والسلام
خیرِ امت شاہد نوعِ بشر — اس کے شاہد حضرت خیر الانام
فیج اعوج کا زمانہ اک ہزار — بعد اس کے ہو گیا جب اختتام
مہدئ موعود لے پھر آ گئے — تاکہ ہو شرعِ محمدؐ کا قیام
شکر ہے! اللہ کی تائید سے — پھر ہوا تاکہ خلافت کا نظام
شانِ منہاجِ نبوت سے مگر — خوب روشن ہو رہے ہیں بام و شام
صدق کا بول پھر بول بالا ہو گیا — غلبۂ اسلام کا بھی انتظام
ہر کہیں قرآن کا چرچا ہوا — جا بجا اسلام کی ہے دھوم دھام
جا ملا مزاج گمرِ خان اہلِ غرب — دین کی جانب ہے پھر مجمع تمام
فتح و نصرت کی گھڑی نزدیک ہے — شاہد گمنام ہے! اسکے بام
حضرت صبیح مسیح پاک کو — صدق کی تائید و نصرت ہے ہر کام
امن عالم کے لئے کوشاں ہیں — آشتی، پیار و محبت ہے پیام
امن کا ضامن فقط اسلام ہے — زندگی بخشندہ ہے احمد کا جام
حافظ و ناصر ہمیں آپ کا — احمد مندی کے باہمت غلام
ابنِ فارس آپ بھی واللہ ہیں — دوسری قدرت کے چوتھے ماہِ تمام
اہلِ مغرب کو ہدایت ہو نصیب — خوب لیں عرفان کے بھر بھر کے جام
مشرقی اقوام کے جاگیں نصیب — سید کونین کا روشن ہو نام
نوعِ انساں کو ملے نور الہدیٰ — ان کو بھی آئے نظر روئے امام

نازشِ بطحیٰ پہ ہر دم رحمتیں
آپ کا پورا ہوا ہر اک کلام
مہدئ موعود پر دائم سلام

محتاجِ دعا :- خاکسار عبد الرحیم راٹھور

تحریکِ دعائے خاص

محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کے بائیں پہلو پر گزشتہ دنوں فالج کا جو حملہ ہوا تھا اس کا اثر ابھی پوری طرح زائل نہیں ہوا بلکہ جسمانی ضعف اور کمزوری دن بدن بڑھ رہی ہے۔ بزرگان و احباب جماعت سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور معجزانہ قدرت نمائی سے محترم سیٹھ صاحب موصوف کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور ان کے مفید و قیمتی وجود کو تادیر سلامت رکھے۔ آمین۔

(ایڈیٹر)

لے "ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا" (تذکرہ صفحہ ۱۴۹)

تبرکات

خلافتِ راشدہ کے آخر میں رُونما ہونیوالے اختلافات کی حقیقت

ایک اثناء عشری دوست کے بعض سوالوں کے بصیرت افروز جوابات

اَز سیّدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

فرقہ اثناء عشری سے تعلق رکھنے والے ایک خوش خیال اور بارسوخ دوست جناب میر افضل علی صاحب بی اے، اکتوبر ۱۹۱۵ء میں قادیان تشریف لائے اور انہوں نے سیّدنا حضرت اقدس مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چند سوالات لکھ کر پیش کئے۔ حضور رضی اللہ عنہ نے اسی مجلس میں ان سوالات کے جو بصیرت افروز جوابات ارشاد فرمائے، انہیں قارئین بدر کے ازدیادِ علم کے لئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

خاکسار: محمد عظمت اللہ قریشی بنگلور

سوال:۔ اگر خلفائے راشدین کے بعد خلافت کو بنی اُمیہ میں جاری بامر اللہ سمجھا جائے تو اوّل اعتراض تو یہ ہوگا کہ الٰہی منشاء میں فاسق و فاجر لوگ بھی امیر المؤمنین خلیفہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مانے جا سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو سلسلہ بنی اُمیہ کے تقریباً تمام افراد بوجہ جابر و ظالم اور رجوع الغرض میں مبتلا ہونے کے نہ صرف مرتبۂ خلافت کے نااہل بلکہ پایۂ ثقاہت سے بھی گرے ہوئے تھے۔ اور اگر ایسے لوگوں پر خلافت جاری ہو سکتی ہے تو بعینہٖ ایسے ہی حالات میں بنی عباس کو بھی خلفائے برحق سمجھے جانے چاہئیں۔ اور پھر کوئی وجہ خلافت تاتار سے انکار کی نظر نہیں آتی۔ پس اسی لامتناہی سلک کے آخری مرد اربد محمد رشاد کو بھی خلیفۃ الاسلام، بمنشائے الٰہی ماننا چاہئیے۔ ورنہ وہ صحیح وقت متعین و محدود فرمادیں جب تک کہ خلافتِ محمدیہ قابل پذیرائی رہ چکی ہے۔

جواب:۔ قرآن شریف میں خلافت کی شرط آیت استخلاف میں بتادی گئی ہے جس پر خلیفۂ برحق کی علامت چسپاں ہوگی وہی برحق خلیفہ ہوگا۔ بنو عباس۔ بنو اُمیہ میں جسمانی خلفاء ہوئے۔ یہ دنیاوی حکومت تھی۔ اس میں کسی کے بدکار ہونے سے کیا حرج ہے جبکہ رُوحانی سلسلہ الگ ہو چکا تھا۔

سوال:۔ کیا رسول اللہ کا خلیفہ بدکار ہونا چاہیئے؟

جواب:۔ جسمانی تعلق میں مشابہت ضروری نہیں ہوتی۔ ان کو خلیفہ تو صرف ان معنوں میں کہتا ہوں کہ جس ملک پر رسول اللہ قابض تھے۔ اس پر آپ کے بعد وہ بھی قابض ہوئے۔ نیک باپ کا بیٹا خواہ کس قدر بدکار ہو، لغت اور زبان کے لحاظ سے اسے اس کا خلیفہ ہی کہنا پڑے گا۔

سوال:۔ جناب سوال تو چلن کا ہے۔

جواب:۔ چلن تو رُوحانی چیز ہے۔ اور یہاں جسمانی حکومت کا ذکر ہے۔

سوال:۔ جب وہ دنیاوی امور میں ظالم ہے تو مقابلہ کیوں جائز نہ ہوگا؟

جواب:۔ مقابلہ کی شرائط بتادی ہیں۔ ان کا لحاظ ضروری ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے۔ تمہارا حاکم اگر فاسق و ظالم ہو تو بھی اطاعت کرو۔ پس اس سے انحراف کرنے والا معذور نہیں۔ بغاوت کسی حال میں بھی جائز نہیں۔ (بجز اس کے کہ خدا کے حکم سے کوئی کھڑا ہو) کیونکہ یہ خلافت جسمانی ہے اگر اس میں روحانی بدیاں پائی جاتی ہیں تو ہوں۔ ہاں اگر رُوحانی خلیفہ بدکار ہو تو اسے فوراً چھوڑ دینا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے تعلق ہی رُوحانیت کا ہے۔

سوال:۔ مگر جو خلیفہ غاصب ہو۔ کسی کا حق غصب کرکے تخت نشین ہو۔ اس کی اطاعت کیا تعاون علی الاثم والعدوان نہیں ہے۔

جواب:۔ غصب کا سلسلہ تو ابتداء دنیا سے جاری ہے پہلے کسی کی حکومت ہوتی ہے پھر کسی دوسرے کا غلبہ ہو کر اس کی حکومت قائم ہو جاتی ہے۔ جو غصب کرتا ہے وہ گنہگار ہے۔ مگر عام رعایا پر اطاعت لازم ہے کیونکہ دنیا دار الجزا نہیں۔ اس کے گناہ کی سزا اسے ملے گی۔ لیکن جب خدا نے اسے بنایا ہے تو آخر کسی مصلحت یا غرض کے لئے بنایا ہے۔ پس اس کا معاملہ خدا سے جدا ہے۔ رعایا کا کام ماننا ہے اور بادشاہِ وقت کی فرمانبرداری۔

سوال:۔ تو آپ کے نزدیک ہر حکومت کی اطاعت واجب ہے اور اس طرح پر سلطنتِ اسلامی جو ترکوں اور کابلیوں میں تقسیم شدہ ہے وہ صرف اسی رعایا کی مطاع ہے جس پر کہ حکمران ہے۔

جواب:۔ بے شک! جو مسلمان عیسائیوں کی حکومت میں رہتے ہیں انہیں دنیاوی طور پر عیسائیوں ہی کی فرمانبرداری کرنی چاہیئے۔ ان پر ترکوں یا کابلیوں کی اطاعت کا حکم نہیں ہے۔

دونوں سوالوں کا اکٹھا جواب:۔

اب میں آپ کے دونوں سوالوں کو ملاکر ایک اور رنگ میں جواب دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ پس جب تین خلیفے ہو گئے۔ تو یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اور اب اس سے آگے اگر خلفاء نہ ہوں تو ہم پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا کیونکہ تین ہو جانے پر وعدہ قرآنی پورا ہو چکا۔ کوئی کہے کہ دوسروں کو کیوں نہیں مانتے۔ ہم کہیں گے شرائط نہیں پائی جاتیں۔

(ب) خلیفہ برحق کا نشان ہے کہ اس کا دین تمکین پا جائے اور ایک ایسی جماعت ہو جو اس کے فتووں پر چلے۔ آپ بتا سکتے ہیں کسی ایسی جماعت کا پتہ جو یزید کے فتووں پر چلتی ہو۔ اس کا تو ہم نام ہونا بھی کوئی مسلمان پسند نہیں کرتا۔ پس بنی اُمیہ یا بنو عباس کی خلافت کا سوال ہی غلط ہے کیونکہ ان میں خلافت کے وہ نشان ہی نہیں پائے جاتے۔

(ج) لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ سے بظاہر نہیں ہوتا کہ بلاکسی ناغہ کے متواتر خلفاء چلتے ہی جائیں گے بلکہ ہو سکتا ہے کہ کسی قدر وقفے کے بعد پھر خلیفہ برحق ہو۔

سوال:۔ کیا ایسے خلفاء کی بیعت ضروری ہے؟

جواب:۔ نہایت ضروری ہے۔ اگر ضروری نہ ہوتی تو وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ نہ فرماتا۔ اور یہ ارشاد نہ ہوتا عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ پس غیر مامور خلیفے کی اطاعت بھی لازم ہے کیونکہ اس کی غرض بھی دین قائم کرنا ہے۔ اور غیر مامور کی صداقت کا نشان یہ ہے کہ اسے دین میں اتباع کرنے والی ایک جماعت دی جائے اور دوسرا یہ کہ اس کے مخالف تباہ ہوں۔

سوال:۔ تو کیا امام احمد حنبل۔ امام ابو حنیفہ۔ امام مالک۔ امام شافعی کی اطاعت ضروری نہیں۔ ان کے فتووں پر چلنے والی بھی جماعتیں ہیں؟

جواب:۔ وہ ایسے خلفاء نہیں تھے۔ نہ خلافت کے مدعی۔ ان کی قبولیت بطور انعام ہے یہ نیکی و تقویٰ سے کام لینے والے تھے۔ اس کا اجر اُن کو ملا۔

اس پر سائل نے کچھ اعتراض کیا۔ جس کے جواب میں فرمایا۔ آپ میرے دونوں جوابوں کو ملا کر اعتراض نہ پیدا کریں۔ میں نے خلفاء کے تین سلسلے بیان کئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ چار پر ختم ہو گئے۔ ایک یہ کہ مجددین کا سلسلہ ہے اور یہ کہ خلفاء روحانی و جسمانی کا سلسلہ جاری ہے۔ آخری صورت میں متعدد خلفاء ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ مختلف ممالک میں مختلف مجدد آئیں۔ مگر پہلی صورت میں کوئی دوسرا خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اس وقت بھی کوئی دوسرا خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ سلسلہ بھی منہاج نبوت پر ہے اور نبی کریم کی بعثت ثانی کا وقت ہے۔ باقی اہل تشیع کے بھی بیشک امام ہوئے ہیں۔ ان میں سے جنہوں نے ایسا دعویٰ کیا جو تمام دنیا کے لئے فردِ واحد ہونے کی حیثیت سے ہو تو میں ان نشانوں کے ساتھ جو ایسے لوگوں کے لئے مقرر ہیں۔ ان کو پرکھوں گا۔ اور جو ایسے امام اور خلیفے ہیں جن سے رُوحانی فیض حاصل کیا جاتا ہے اور جن کا متعدد ہونا بھی جائز ہے۔ میں اگر اس زمانے میں ہوتا تو ان کی نیکی اور تقویٰ کو دیکھتا جس کو اپنا متبوع ہونے کے قابل پاتا۔ اس سے رُوحانی فیض لیتا۔

یا فقہی مسائل پوچھنا۔ جیسے شاگرد اپنے اُستاد کو اپنی سمجھ کے مطابق دیکھ لیتا ہے یہ جھگڑے بعد میں ہوئے پہلے تو شیعہ امام [illegible] شیعوں کے اُستاد اور سُنی امام شیعوں کے مقتدا رہے ہیں۔

سوال:۔ اندرونی اختلاف اور اخلاقی لغزشوں کے باعث اگر خلافت محمدیہ کا یہ حشر ہوا کہ خلافت ظاہرہ کے متعلق تعیین زمانہ ہی نہیں ہو سکتا تو پھر ایک ظلی اور بروزی نبی کے اسی قسم کے سلسلۂ خلافت کو مشیت ایزدی میں کس قدر حفاظت حیات ہو سکتی ہے؟

جواب:۔ اس کا جواب میں پہلے دے چکا ہوں کہ خلافت ایک انعام الٰہی ہے۔ جب تک نبی کی جماعت اپنے آپ کو اس قابل رکھے گی یہ نعمت جاری رہے گی۔ صرف اس خیال سے کہ یہ نعمت آخر چھینی جاتی ہے، اس نعمت کو ابتدا ہی سے نہ لینا کفران ہے۔ کیوں نہ اپنی حالت ایسی بنائی جائے کہ یہ نعمت ہمیشہ جاری رہے۔ مکالمہ مخاطبہ بھی ایک نعمت الٰہی ہے اور مغضوب علیہم قوم سے چھین لی جاتی ہے۔ تو کیا اس کی التجا بھی اس لئے نہ کی جائے کہ ہم سے آخر چھینی جانی ہے۔ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ ایک طور پر رسول اللہ صلعم کی خلافت ختم نہیں ہوئی اور اب تو نئے سرے پھر سلسلہ منہاج نبوت پر قائم ہوا ہے۔ اگر دوسرے معنے لئے جائیں یعنی چار پر ختم یا صرف مجددین کا سلسلہ جاری۔ تو بھی آپ دیکھیں کہ خلافت کس طرح ختم ہوئی۔ حضرت امام حسن خلیفہ ہوئے انہوں نے اس خیال سے کہ میں انتخاب مومنین سے خلیفہ نہیں ہوا اور اس لئے کہ باپ کے بعد معاً بیٹا بغیر انتخاب کے خلیفہ ہو جانے سے خلافت وراثت بن جاتی ہے، امیر معاویہ سے صلح کر لی اور انہیں خلافت دیدی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں سے خلافت ہی اٹھ گئی۔ کیونکہ یہ ایک نعمت الٰہی کو ایک طور پر رد کرنا تھا۔ میں حضرت امام حسن کی نیک نیتی کا قائل ہوں اور ان کو اس کا اجر بھی ملے گا۔ مگر بعض غلطیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا خمیازہ ضرور اٹھانا پڑتا ہے۔ اب دیکھئے جو خلافت کو مٹانا چاہتے تھے ان کی تو پیش نہ گئی کیونکہ یہ خدا کا کام تھا۔ لیکن جب خدا نے اس انعام کو اٹھا لینا چاہا تو خود ان کے ہاتھوں سے اس کا خاتمہ ہوا۔ جو خلافت کو بجائے مٹانے کے منانا چاہتے تھے۔

اس زمانہ میں چونکہ اشاعت دین کا موقعہ ہے اور اس کے سامان مہیا ہیں اور خلافت کی ایسے حالات میں بہت ہی ضرورت ہے۔ کیونکہ کوئی جماعت ترقی نہیں کر سکتی جب تک ان کا ایک منتظم ایک نگران کار نہ ہو اس لئے اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرنے اور دنیا میں پھیلانے کے لئے میں اُمید کرتا ہوں کہ خدا خلافت کے سلسلہ کو بہت لمبا کرے گا اور چار پر ہی خاتمہ نہیں ہو جائے گا پھر اس کی ہمیں کیوں فکر ہو۔ خلیفہ بنانا ہمارا کام نہیں ہمارا کام تو خلیفہ کی اطاعت ہے۔ بنانے کا کام خدا کے سپرد کرو اور اپنا فرض ادا کرتے رہو۔ مسیح موعود حضرت رسول کریم کے کامل بروز ہیں اس لئے جن کمالات کا اظہار پہلی دفعہ ہوا۔ اب بھی وہی ہوگا۔ بلکہ چونکہ یہ وہ دن ہیں جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کمال تک پہنچ کر کامل التمام ہو گئی ہے اس لئے خدا کا جلال پہلے سے بڑھ کر ظاہر ہوگا۔

سوال:۔ حضرت علیؓ منصب خلافت پر انہی اُصولوں کے تحت ہی سرفراز ہوئے تھے جن کی رُو سے حضرت ابوبکرؓ۔ عمرؓ اور عثمانؓ خلیفہ رہ چکے تھے۔ پس وہ لوگ جو علیؓ سے نافرمان ہو کر جنگ جمل صفین میں ان کے مخالف صف آرا ہو گئے، ان کے ایمان کے متعلق کیا ارشاد ہے۔ اور اگر جانشین حضرت محمد صلعم جیسے مہتم بالشان رسول کے سلسلہ میں بھی رخنہ اندازی کر کے علیؓ و معاویہ کی پیروی سے مخلص مومنین رہ سکتے ہیں تو حضرت مرزا صاحب کے مرید کس طرح جناب سے انحراف یا مولوی محمد علی سے ارادت رکھنے کے باعث سلسلہ احمدیہ سے خارج ہو سکتے ہیں یا کم سے کم ان پر عقوبت لازم آتی ہے۔

جواب:۔ ابوبکرؓ و عمرؓ ہوں یا حضرت علیؓ۔ ان کے منکر کافر نہیں۔ فاسق ہیں۔ فاسق کے تین معنے ہیں۔ فاسق بمعنی کافر۔ فاسق بمعنی بدکار۔ فاسق بمعنی باغی۔ یہاں تیسرے معنے مراد ہیں۔ یعنی باغی۔ جس کے معنے ہیں سلسلہ کے اتحاد کو توڑنے والے اور بس۔ اس بغاوت کا اثر ان پر کیسا پڑے گا۔ کہ اگر دوسری نیکیاں اتنی ہیں کہ اس گناہ کو ڈھانپ لیں تو خدا عفو کر دے گا ورنہ سزا دے گا۔ اور سزا دینا یا بخشنا اللہ کا کام ہے یہ ہمارا کام نہیں کہ اس پر بحث کریں ہم کو تو شریعت کی اصطلاح سے غرض ہے وہ خلیفہ کی بیعت نہ کرنے والے کو باغی قرار دیتی ہے۔

سوال:۔ تو شیعہ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کو نہ ماننے کی وجہ سے فاسق ہوئے، کافر نہیں۔

جواب:۔ صرف خلیفہ کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ ہاں باقی عقائد کی بحث جدا ہے اور میرے نزدیک اس وقت کے شیعہ ابوبکرؓ و عمرؓ کو (کہ مومنین صالحین ہیں) سب و شتم کرنے کی وجہ سے اس فتویٰ کے نیچے آتے ہیں۔ ورنہ جو ان میں سے یہ کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ عمرؓ و عثمانؓ مومنین صالحین مخلصین تھے ہم انہیں برا نہیں کہتے۔ نیکی سے یاد کرتے ہیں۔ صحابی مانتے ہیں۔ صرف حضرت علیؓ احق بالخلافت تھے تو میرے نزدیک وہ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَاسِقُوْن میں داخل نہیں کیونکہ خلافت کی اطاعت تو اس کی حیات تک ہے جب وہ خلفائے راشدین فوت ہو چکے ہیں، حاکم و بادشاہ بھی نہیں تو اب ان شیعوں کو ان کا باغی کہنا بے فائدہ ہے۔ ہاں یہ خیال رہے کہ مسیح موعود کی بعثت کا سوال اور ان کے انکار کا مسئلہ الگ ہے۔

سوال:۔ پھر امیر معاویہ جنہوں نے حضرت علی سے ان کے وقت میں بغاوت کی وہ تو کم از کم × ×

جواب:۔ ہاں ان کے سر پر ذمہ واری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا۔ فمن خالفہ فی وقتہ فبغی وطغی (جس نے حضرت علیؓ کی ان کے وقت میں مخالفت کی وہ باغی و طاغی ہے۔) مگر اب ہم امیر معاویہ پر الزام نہیں لگاتے نہ انہیں باغی کہتے ہیں۔ نہ فاسق۔ کیونکہ انہوں نے بعد میں صلح کر لی۔ اور امام حسنؓ نے اس صلح کو قبول کر کے انہیں اپنی خلافت دیدی۔ اور ہو سکتا ہے اگر امیر معاویہ نے کوئی غلطی کی تو ان کا معاملہ خدا سے ہے۔ ہمارا [illegible] تو ظاہر پر ہی ہو سکتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں اور تاریخ میں پڑھتے ہیں کہ انہوں نے صلح کی۔ امام حسنؓ نے قبول کی۔ اپنی خلافت دیدی۔ پس [illegible] کیونکہ اب باغی یا فاسق نہیں کہا جا سکتا۔ تو امام حسنؓ پر الزام کیا ہے کہ ایک [illegible] کو خلافت [illegible] دی۔ باقی میرے انکار کے متعلق جو آپ نے دریافت کیا ہے میں تو بار بار بتا چکا ہوں کہ خلیفہ کے انکار سے ایمان نہیں جاتا۔ مولوی محمد علی صاحب کو احمدی کہتا ہوں۔ ان سے ارادت رکھنے والا بھی سلسلہ احمدیہ سے خارج نہیں مگر فسق و بغی کا فتویٰ ضرور ہے۔ سعد بن عبادہ کا قصور ان سے بہت کم ہے وہ حکم خلافت کے باغی نہ تھے۔ انہوں نے صرف بیعت نہیں کی مگر احکام خلافت کی اطاعت کرتے رہے اور خاموش رہے جب اپنے وجود کو فتنہ سمجھا تو چلے گئے۔ اسی طرح دوسرے صحابی حضرت علی یا حضرت عثمان کے وقت میں منکر خلافت نہ تھے۔ بلکہ ایک خلیفہ کے بارے میں جھگڑا تھا یا اس سے چند مطالبات تھے اور یہ لوگ (پیغام والے) تو سرے سے خلافت ہی کے قائل نہیں۔ اور مجھ پر کفر کا فتویٰ دے رکھا ہے اور شرک کا مجدد سمجھتے اور لکھتے ہیں۔ اور پھر عقائد میں اختلاف رکھتے ہیں۔ تاہم میں انہیں ابھی تک احمدی ہی سمجھتا ہوں۔

سوال:۔ کہا جاتا ہے کہ جائز خلافت صرف تشریعی نبی سے جاری ہو سکتی ہے اور ظلی نبی صاحب خلافت نہیں ہوا کرتے اس کے متعلق جناب کا کیا ارشاد ہے؟

جواب:۔ صرف صاحب شریعت نبی کی خلافت ہوتی ہے۔ اس دعوے کی کوئی دلیل قرآن و حدیث سے پیش کی جائے۔ تو میں کچھ کہوں۔

(وضاحت) دلیل۔ مثال موجود نہیں۔

جواب:۔ کسی چیز کی مثال کا موجود نہ ہونا اس کے نہ ہونے کا ثبوت نہیں۔ پھر مثال تو مسیح علیہ السلام کی بھی موجود ہے جو صاحب شریعت نبی نہیں تھے۔ ان کی دو زندگیاں ہیں ایک واقعہ صلیب تک۔ سو اس کے بعد پطرس کی خلافت موجود ہے۔ انجیل میں صاف لکھا ہے اے پطرس تو میرے بعد میری بھیڑوں کو چرا۔ اور دوسری کشمیر میں۔ سو ان کی اپنی زندگی کے حالات کا بہت کم علم ہے تو ان کی خلافت کا کیا ثبوت دیا جائے۔ پہلے تمام غیر صاحب شریعت انبیاء کی تاریخ لائی جائے۔ جب تاریخ ہی موجود و محفوظ نہ ہو تو یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ مثال موجود نہیں ہے۔ ہم تو حدیث میں پڑھتے ہیں کہ مَا مِنْ نُبُوَّةٍ اِلَّا تَبِعَتْهَا الْخِلَافَةُ ہر نبوت کے بعد خلافت ہے۔

(منقول از رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان۔ دسمبر ۱۹۱۵ء)

(باقی آئندہ)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

جماعت کی زندگی کی روح قدرتِ ثانیہ ہے

اور

اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا سایہ قدرتِ ثانیہ پر ہے

خلاصہ خطبات جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ فروری ۱۹۸۸ء بمقام ہالینڈ

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ گزشتہ ایک ماہ سے زائد عرصہ سے مغربی افریقہ کے چھ ممالک کے دورہ کی توفیق ملی جس کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت فائدہ پہنچا اور بہت سے ایسے تجارب ہوئے جن کا حقیقی علم رپورٹوں سے ہرگز نہیں ہوسکتا۔ بہت سے امور میں نئی راہنمائی اور بہت سے تجربات سے بعض خامیوں کا علم ہوا۔ افریقہ کے متعلق خاص خوبیوں کے متعلق بھی روشنی ملی جن کے متعلق دور بیٹھے اندازہ نہیں ہوسکتا

فرمایا: اس دورے کے نتیجہ میں جو کام پیدا ہوا ہے اس پر عملدرآمد کے لئے کئی ماہ درکار ہوں گے۔ مرکزی عہدیداروں کے لئے بھی کام زیادہ ہوگیا ہے جس کو مہینوں کی محنت کے بعد نمٹایا جاسکتا ہے

فرمایا: تجارب میں ایک افسوسناک پہلو یہ ہے کہ جماعتوں تک میرے خطبات نہیں پہنچ رہے اور وہاں جو مجالس سوال وجواب ہوئیں ان سے یہ اندازہ ہوا کہ نہ صرف یہ کہ خطبات سے ساری جماعتوں کو آگاہ نہیں رکھا گیا۔ بلکہ مجالس سوال وجواب کی وہ کیسٹس جن میں اہم سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں وہ بھی ان تک نہیں پہنچیں

فرمایا: گزشتہ چند سال سے بعض خطبات وقتی نوعیت کے تھے لیکن بہت سے خطبات اللہ تعالیٰ نے منصوبہ کے تحت مجھے دینے کی توفیق بخشی جو آئندہ صدی کی تیاری سے تعلق رکھنے والے تھے اور جن کا مضمون دار سلسلہ چلتا رہا جن کے ذریعہ آئندہ صدی سے قبل جماعت اُمتِ واحدہ بن سکتی ہے لیکن اس مقصد کے تحت دیئے گئے خطبات بھی اکثر جماعتوں تک نہیں پہنچے۔ یہ خلاء یورپ میں بھی موجود ہے۔

فرمایا: افریقہ کی جماعتوں کے سامنے جو باتیں ہوئی ہیں ان سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ لوگ اثر قبول کرنے والے ہیں اور جو بات سمجھ آجائے اس کو بڑی شدت سے قبول کر لیتے ہیں۔ روشن دماغ ہیں

فرمایا: دورے سے قبل یہ خیال تھا کہ یہ افریقہ تاریک براعظم ہے لیکن وہاں جاکر معلوم ہوا کہ یہاں جہالت کی بجائے روشنی ہے۔ ان کے دماغ ہر لحاظ سے روشن ہیں اور دلیل سننے کے بعد تعصبات دھوئیں کی طرح اڑ جاتے ہیں۔ فرمایا: وہاں دینِ حق کا نور پھیلانے کے مواقع موجود ہیں اور اگر گزشتہ دو تین سال کے خطبات ان تک باقاعدگی سے پہنچائے جاتے تو اُن کی حالت اس وقت مختلف ہوتی

خطبات اور کیسٹس کے متعلق ارشاد فرماتے ہوئے حضور انور نے بتایا کہ یہ درست ہے کہ جماعت میں بعض علماء مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں لیکن خدا کا قدرتِ ثانیہ سے ایک تعلق ہے۔ وہ امام کو علوم کی روح سے آگاہ کرتا ہے اور جماعت کی زمانے کے لحاظ سے ضروریات سے متنبہ کرتا ہے امام کی نظر ساری عالمی ضروریات پر ہوتی ہے جیسی روشنی خدا تعالیٰ امام کو عطا کرتا ہے یہ مقام دوسروں کو حاصل نہیں ہو سکتا خواہ وہ علمی لحاظ سے بہتر ہوں۔ اس پہلو سے بہت زور دیا گیا کہ خطبات کو تمام احمدیوں تک پہنچایا جائے۔

فرمایا: ایک اور اہم بات یہ ہے کہ امام کے ساتھ جماعت کو جو ذاتی تعلق ہوتا ہے۔ اور امام وقت کو جو گہری محبت اپنی جماعت سے ہوتی ہے اس کا کوئی دوسرا عالم دعویٰ نہیں کر سکتا اور خونی رشتوں میں بھی اس کی مثال نہیں مل سکتی اس لئے علماء بے شک ظاہری علم میں مجھ سے بہتر ہوں یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ اُن کی باتوں میں میری باتوں کے مقابل پر زیادہ اثر ہے

فرمایا: چنانچہ افریقہ میں روزمرہ کے سوالات علماء کے سمجھانے کے باوجود ان کو سمجھ نہیں آئی اور ان میں تشنگی رہی لیکن میرے سمجھانے پر ان کی کایا پلٹ گئی اور بے اختیار اُن کے منہ سے نعرہ تکبیر بلند ہونے لگے کہ اب ہمیں بات سمجھ آئی ہے فرمایا: ان ممالک میں جب ایسے سوال کرنے والے تسلسل سے دو رفتہ رفتہ اس رنگ میں دیکھے جانے لگے کہ وہ معترض ہیں لیکن جب میں نے ان کو مسائل سمجھائے تو معلوم ہوا ہے کہ وہ معترض نہیں تھے بلکہ انہیں سمجھ نہیں آرہی تھی۔

فرمایا: وہ سادہ دل لوگ ہیں، صاف گو ہیں۔ مربیان دلوں کو مطمئن کرنے والے جواب نہیں دیتے تھے نتیجۃً وہ سوال کرتے رہتے تھے اور اُن کی تصویر مرکز میں یہ پیش کی جاتی تھی کہ وہ بہت معترض ہیں اُن کے دل میں پورا اطمینان نہیں ہے۔ قدرتِ ثانیہ سے وابستگی نہیں ہے۔ اس قسم کے مسائل میں ان کی سوچ ٹیڑھی ہے۔ فرمایا: یہ بالکل جھوٹ اور بے بنیاد بات ہے چند دنوں کی صحبت سے معلوم ہوا کہ وہ انتہائی فدائی اور عاشق سلسلہ ہیں۔ اُن سے ایسا سلوک کیا گیا کہ منافق بنا کر الگ کر دیا گیا۔ اگر وہ کسی اور قسم کے لوگ ہوتے تو شاید وہ مرتد ہو جاتے لیکن انہوں نے مسلسل سر جھکا کر امیروں کی اطاعت کی اور مربیان کی باتوں پر سرِ تسلیم خم کیا اور کبھی بھی کوئی باغیانہ رویہ اختیار نہیں کیا۔ فرمایا اس مثال سے یہ شہادت ملتی ہے کہ خدا تعالیٰ امام وقت کو کس طرح بات سمجھانے کی توفیق دیتا ہے۔ محض علم سے یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی۔ علماء کو تصور بھی نہیں کہ وہ امام وقت کو CHALLENGE نہیں کر سکتے جماعت کی زندگی کی روح قدرتِ ثانیہ ہے اور اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا سایہ قدرتِ ثانیہ پر ہے اس لئے علم کافی نہیں جو اس کی جگہ لے لے

فرمایا: بعض مربیان اپنے علم کے زعم پر یہ کمزوری دکھا رہے تھے اور میرے خطبات لوگوں کو نہیں سنا رہے تھے اُن کو مخاطب کرکے فرمایا کہ خدا نے جماعت کی ذمہ داری مجھ پر ڈالی ہے۔ اس لئے جس رنگ میں میں چاہتا ہوں اسی رنگ میں جماعت کی تربیت ہوگی علماء کا یہ کام نہیں کہ وہ ساری ذمہ داری اپنے اوپر لے لیں جتنی ذمہ داری اُن پر ڈالی گئی ہے وہ اس کو ادا کریں۔ جب میں چاہتا ہوں کہ براہ راست جماعت کی تربیت کروں اور درمیان میں کوئی دوسرا نہ پڑے اور خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں یہ انتظام بھی کر دیا ہے تو کسی کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ بیچ میں روک بنے

فرمایا: ایسے علماء جن کو بڑے حوالے یاد ہیں وہ دوسروں کا منہ تو بند کر سکتے ہیں لیکن دل نہیں جیت سکتے۔ دلیل کے ساتھ دل جیتنے کا انداز چاہیئے اور خالی علم کبھی دنیا میں انقلاب برپا نہیں کرتا۔ فرمایا: بعض مربیان اپنی سستی کی وجہ سے کیسٹس نہیں سنوا رہے اُن کو پتہ نہیں کہ وہ جماعت کو محروم رکھ رہے ہیں۔ فرمایا: سارے عالم کی جماعتوں کو ضرورت ہے اگلے سال کے شروع ہونے سے پہلے گزشتہ خطبات ہر ایک تک پہنچ جانے چاہئیں

علاوہ ازیں حضور انور نے فرمایا کہ معاشرہ کی اصلاح خاص طور پر عورتوں کی اصلاح اور ان میں حیرت انگیز پاکیزہ تبدیلی پیدا کرنے میں احمدی مربیان نے افریقہ میں بہت کام کیا ہے اور ابھی اور محنت کی ضرورت ہے بچے بچیاں جو غیر معاشرہ میں پل رہے ہیں اُن میں عصمت کی حفاظت اور عظمت کی حفاظت کرنے کے لئے مربیان کو بہت کوشش کرنی چاہیئے بچپن سے انہیں بتائیں کہ یہ سب گند ہیں اور ان کو ان کی تفصیلوں سے [illegible] جو والدین اپنے بچوں کو جماعتی [illegible] کے سپرد نہیں کرتے وہ بڑے ہو کر اصلاح کا زمانہ ضائع کر جاتے ہیں۔

آخر میں حضور انور نے افریقہ کے لئے خاص طور پر دعاؤں کی تحریک فرمائی اور بتایا کہ دنیا کے مستقبل اور دین حق کی ہار جیت کا فیصلہ افریقہ میں ہوگا

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ مارچ ۱۹۸۸ء بمقام لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے بتایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے پانچ ہفتے مغربی افریقہ کے چھ ممالک کے دورہ کی توفیق ملی۔ اس دوران ان ممالک کی جماعت ہائے احمدیہ سے رابطہ ہوا اور مسلمانوں غیر مسلموں، حکومتوں کے نمائندوں اور دانشوروں سے ملاقاتوں کا بھی موقع ملا۔ ہر ملک کا دورہ اتنا مصروف تھا کہ وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوتا تھا اور جلسہ سالانہ کی کیفیات یاد آتی تھیں۔

اس دورے میں دوستوں نے بہت پیار و محبت کا سلوک کیا اور حکومتوں نے تعاون کا اظہار کیا۔ غرض یہ دورہ ہر جہت سے نہایت کامیاب رہا۔ اس دورے کے نتیجہ میں نئے نئے منصوبے ذہن میں ابھرے ہیں اور چند ہفتوں کے دوران آئندہ کئی سال کا کام ہمارے سامنے آگیا ہے۔

حضور نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی خاص تقدیر تھی کہ اس نے تئی صدی کے آغاز سے پہلے پہلے دورے کی توفیق عطا فرمائی جس کی افریقہ کو شدید ضرورت تھی۔ اس دورے کے نتیجہ میں بہت زیادہ کام ظاہر ہوا ہے اس لئے اگر میری طرف سے خط و کتابت میں دیر ہو جائے یا میری طرف سے پرائیویٹ سیکرٹری میری ہدایت پر جواب تاخیر سے دیں تو بدظنی نہ کریں۔

افریقہ کے متعلق ایسے ایسے منصوبے ذہن میں ابھرے ہیں جن کا اس وقت ساری جماعت کے سامنے کھولنا حکمت عملی کے خلاف ہے لیکن ان کا کام سب نے مل کر کرنا ہے اور ہر ایک کو وقت آنے پر منصوبوں سے آگاہ کیا جائے گا۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ امام جماعت اکیلا کام کرے بلکہ ساری جماعت کا نام ہی اصل میں خلافت ہے۔

حضور نے ڈاکٹروں اور اساتذہ کو خاص طور پر افریقہ میں خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ افریقہ کو ڈاکٹروں اور اساتذہ کی بہت ضرورت ہے اس لئے ایسے ڈاکٹرز اور اساتذہ اپنے آپ کو پیش کریں جو اپنے فائدہ کے لئے ان ممالک میں نہ جائیں بلکہ خالصتاً وقف کی روح کے ساتھ خدمت کے جذبہ کے تحت یہ عزم لے کر جائیں کہ خدمت کی راہوں سے ہرگز پیچھے نہیں ہٹیں گے خواہ ان کے حالات کیسے بھی ہوں۔

حضور نے فرمایا افریقہ میں جو عظیم الشان تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں ان کا دورہ کے دوران علم ہوا ہے۔ یہ تبدیلیاں آسانی سے نہیں ہوئیں بلکہ ابتدائی واقفین کی قربانیوں کی وجہ سے ہوئیں۔ آئندہ بھی جو انقلاب برپا ہو گا وہ بھی عظیم الشان روحانی قربانیاں کرنے والے فقیر منش بندوں کے ذریعہ ہی رونما ہو گا۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نیا برکتوں کا دور شروع فرمائے گا۔ اس ضمن میں حضور نے ابتدائی واقفین میں سے حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر، حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب اور حضرت مولوی نذیر احمد علی صاحب کی قربانیوں کا خاص طور پر ذکر فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ ان لوگوں کی قربانیاں آپ کو بلا رہی ہیں ان کی یادیں آج تک زندہ ہیں وہ کبھی بھی مدفون نہیں ہوں گی ہمیشہ زندہ رہیں گی۔ بعض علاقوں میں خاک کے ذرے ذرے میں وہ یادیں بکھر رہی ہیں۔ وہ ہوائیں ان ذروں کو جہاں کہیں اڑا لے جاتی ہیں وہاں وہ زندگی بخش بن جاتے ہیں۔

پس یہ یادیں آپ کو پھر بلا رہی ہیں آج افریقہ کی سرزمین ان احمدی خدمت کرنے والوں کو پکار رہی ہے جو اپنے فائدے کے لئے نہیں بلکہ بنی نوع انسان کے فائدے کی خاطر حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تعلیم سے متاثر ہو کر خدا کی خاطر وہاں جانے کے لئے تیار ہوں اور یہ عہد کریں کہ جو بھی تکلیف ہو گی اس کے باوجود ان لوگوں کی خدمت کریں گے۔

حضور نے غالب کے ایک شعر کا ذکر کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ میں تو مر گیا لیکن اپنی زندگی میں اس عشق کی شراب کا مقابلہ میں کیا کرتا تھا جو بڑے بڑے مردوں کی کمر توڑ دیا کرتا ہے چنانچہ میرے مرنے کے بعد ساقی بار بار اعلان کر رہا ہے کہ کون ہے آج جو آئے۔ اس شراب عشق کے مقابلے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے جو بڑے بڑے مردان میدان کی ہمتیں توڑ دیا کرتی ہے۔ یہی مضمون ہے جو میں جماعت تک پہنچاتا ہوں وہ غالب کا ایک فرضی شعر جو غالب کے ذہن میں آیا لیکن حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں ایسے عشاق دور اول میں بھی پیدا ہوئے اور دور ثانی میں بھی پیدا ہوئے ان کو کوئی شراب عشق مات نہیں دے سکتی تھی۔ وہ شراب اگر زہر کے پیالوں میں بھی بٹتی تب بھی وہ اسے منہ لگانے کیلئے تیار بیٹھے ہوئے تھے اور بڑی ہمت کے ساتھ انہوں نے مقابلے کئے۔

چنانچہ احمدیت میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ کسی ساقی کے منہ پر ہو کر صدا آئے اور اس کا جواب لبیک کی صورت میں پیدا نہ ہو۔ میں جانتا ہوں کہ جب بھی یہ آواز بلند ہو گی کثرت کے ساتھ جماعت کی طرف سے لبیک کی آوازیں آئیں گی۔ میں جانتا ہوں کہ مجھے مکرر یہ صدا دینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی اور اسی ایک آواز پر لبیک کہتے ہوئے سارے دنیا میں جو لوگ بھی افریقہ میں احمدیت اور دین حق کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے کی توفیق رکھتے ہیں وہ انشاء اللہ ضرور آگے آئیں گے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ وہ آخری دور ہے جو کام کو اپنے آخری مقام تک پہنچا دے گا یہ تیسری منزل کو پہنچائے گا۔ یہ دوسری منزل آپ کے سامنے کھڑی ہے جو آخری فتح کی منزل ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور آپ دیکھیں گے کہ کل اسی طرح ہو گا۔ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ۔ اس دور کے بعد سارا افریقہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آجائے گا۔ آپ کے قدموں میں نچھاور ہو گا۔ اور افریقہ سے مربیان دین حق پیدا ہوں گے۔

حضور نے فرمایا افریقن لوگوں میں اخلاص اور انکسار ہے اور بڑی قربانی دینے والے لوگ ہیں۔ انہوں نے ایسی ایسی قربانیاں دی ہیں کہ جن کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ خدا کی تقدیر یہ ہے کہ وہ آواز جو قادیان سے بلند ہوئی تھی اس پر لبیک کہتے ہوئے جو قربانیاں اس خطے میں بسنے والوں نے دیں ان کی قبولیت کے پھل کے طور پر جماعت کو افریقہ عطا ہو گا اور افریقہ خود وہ پھل بن جائے گا جس سے کثرت کے ساتھ وہ بیج پیدا ہوں گے جو ساری دنیا میں وہ ثمر دار درخت لگا دیں گے جسے ہم باغ احمد کہہ سکتے ہیں جس کی شاخیں کل عالم پر محیط ہوں گی اس لئے ان کی نگہداشت اور آبیاری کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے آمین

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ مارچ ۱۹۸۸ء بمقام لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ النحل کی درج ذیل آیت تلاوت فرمائی:

اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ

اور اس کا ترجمہ بیان کرنے کے بعد پاکستان میں احمدیوں کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ احمدیت کے خلاف وہاں ہر قسم کے کذب اور افتراء سے کام لیا جا رہا ہے اور یہ سلسلہ بند نہیں ہوا ان واقعات سے جماعت کو اور باقی دنیا کو آگاہ رکھا جاتا ہے لیکن اس سے ہمارا مقصد دنیا کے سامنے رحم کی اپیل کرنا نہیں کیونکہ ہمارا معاملہ دنیا کے ساتھ نہیں بلکہ ہمارا معاملہ صرف خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے اور ہم خدا کے امر کی اطاعت میں دنیا کی کوشش بھی کرتے ہیں لیکن غیر اللہ پر نہ کوئی امید ہے اور نہ ہی ہم ان کی ... کے محتاج ہیں۔ اور نہ کبھی غیر اللہ نے اللہ کے ان بندوں کی حقیقتاً مدد کی ہے جو خدا کی خاطر دکھ اٹھا رہے ہوں۔ خدا تعالیٰ خود اپنی تقدیر کے ذریعہ مدد کے سامان فرمایا کرتا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ وہ تقدیر مختلف صورتوں میں نازل بھی ہو رہی ہے لیکن جماعت احمدیہ جن حالات سے گزر رہی ہے ان کے پیش نظر ہر احمدی خدا کی عقوبت کی تقدیر کا انتظار

کر رہے ہیں تاکہ ان کے دکھتے ہوئے سینوں کو تسکین ملے۔ حضور نے اس بارہ میں جماعت کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا عقوبت کی تقدیر کی راہ دیکھنا فی ذاتہ اعلیٰ درجہ کے اخلاق کا نمونہ نہیں خدا سے خیر کی دعا مانگنی چاہیئے۔ جھوٹے اور سچے میں تمیز کرنے کے لئے دعا کرنی چاہیئے لیکن یہ دعا مانگنا اور اس انتظار میں رہنا کہ خدا تعالیٰ کا عذاب کسی قوم کو ملیا میٹ کر دے یہ رجحان مومن کی اعلیٰ درجہ کی شان کے خلاف ہے۔ اعلیٰ درجہ کے اخلاق کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم انتقام کے جذبہ سے مغلوب نہ ہوں بلکہ جہاں تک ممکن ہے خدا سے عفو اور مغفرت کی دعا مانگتے رہیں ہاں یہ دعا ضرور مانگیں کہ خدا تعالیٰ یوم الفرقان جلد لے آئے دراصل مومن کا دل یوم الفرقان ہی سے ٹھنڈا ہو سکتا ہے۔

حضور نے فرمایا جہاں تک تکذیب اور مظالم کا تعلق ہے یہ سلسلہ جاری ہیں۔ اس ضمن میں حضور نے گزشتہ دو ماہ میں جو واقعات ہوئے ہیں ان میں سے دو کا تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا جن میں سے ایک واقعہ ۱۸/ جنوری ۱۹۸۸ء کو دن گیارہ بجے پڈعیدن ضلع نواب شاہ میں پیش آیا جس میں ڈاکٹر نصیر احمد صاحب پر قاتلانہ حملہ کیا گیا اور دوسرا واقعہ ۱۸/ فروری کو قاضی احمد ضلع نواب شاہ میں پیش آیا جس میں مکرم عبدالعزیز صاحب جو کہ ایک میڈیکل سٹور کے مالک تھے ان پر چاقوؤں اور چھریوں سے حملہ کیا

جماعت کو حضور نے دعا کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ پاکستان میں کسی جگہ بھی احمدی کی جان اور عزت کی حفاظت کی کوئی ضمانت نہیں ہے اور حضرت بانی سلسلہ کے خلاف ہر جگہ گند اچھالا جا رہا ہے اور بازاروں میں دیواریں اس گند سے کالی کر دی گئی ہیں جس کے ذریعہ سے احمدیوں کی ایذاء رسانی کی جاتی ہے۔ یہ سلسلہ ملک کے کونے کونے میں جاری ہے لیکن یہ بات بھی میرے علم میں ہے کہ عوام الناس اس آواز پر لبیک نہیں کہہ رہے اور وہ اپنے معاملات میں لگے ہیں ان کو اس بات میں دلچسپی نہیں رہی کہ احمدی کیا ہیں یا کیا کر رہے ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ کثرت کے ساتھ قوم جرائم کا شکار ہو چکی ہے اور اس کی مذہب میں بالکل دلچسپی نہیں رہی۔ جتنا زیادہ مذہب کا ڈھنڈورا پیٹا گیا ہے اتنا ہی زیادہ عوام الناس مذہب سے پیچھے ہٹتے گئے ہیں۔ اور قوم کے کردار کے کسی حصہ میں بھی مذہب اب باقی دکھائی نہیں دیتا اس لئے ان کی طرف سے احمدیوں کی دشمنی اور ان پر حملہ کرنے کا فقدان اس لئے نہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ احمدی معصوم ہیں بلکہ وہ شاید اس جھوٹے اور غلط پراپیگنڈا کی وجہ سے آپ کو گندا وجود سمجھتے ہیں جو وہاں پر کیا جا رہا ہے۔ اس کثرت سے جھوٹا پراپیگنڈا کیا گیا ہے کہ اب وہ احمدیوں کو ہی جھوٹا سمجھتے ہیں۔ غرض ساری قوم کو اس دور نے جھوٹا بنا دیا ہے اور ساری قوم کو مجرم بنا دیا ہے۔ لوگوں کی نیکی کا معیار گر گیا ہے اور ڈرگز (منشیات) اور شراب کی وبا میں پھیلی ہوئی ہیں ہتھیار کثرت سے ملک میں آ گئے ہیں اور ساری قوم روپے کے دھندے میں مشغول ہو چکی ہے۔ بداخلاقیاں کثرت سے ہیں قمار بازی جوا کثرت سے ہے۔ سو یہ جس قوم کا حال ہو وہ مذہبی تحریک سے کیسے اکسائی جا سکتی ہے۔ ان کی دنیا بدل چکی ہے اور دلچسپیاں مختلف ہو چکی ہیں۔

فرمایا: ہمارے لئے یہ خوشی کی بجائے دکھ کی بات ہے کیونکہ جماعت احمدیہ نے تو سچائی پیدا کرنی ہے اخلاق کو سدھارنا ہے۔ اگر جماعت احمدیہ سچائی اور اخلاق کی علمبردار نہیں تو پھر مذہب کی کوئی حقیقت نہیں اور قوم جس قدر جھوٹ کا شکار ہوتی چلی جا رہی ہے اسی قدر جماعت احمدیہ کی مشکلات بھی بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ اس لئے ایک طرف بظاہر اطمینان کی صورت ہے کہ عوام الناس جماعت کو ظلم کا نشانہ بنانے کے لئے تیار نہیں ہیں لیکن جس جماعت کا مدعا یہ ہو کہ اس نے دین کو قائم کرنا ہے گرتے ہوئے اخلاق کو پیدا کرنا ہے مٹی ہوئی نیکیوں کو اجاگر کرنا ہے اس کے لئے کتنی مشکلات ہوں گی پس وہ احمدی جو یہ سمجھتے ہیں کہ بڑے پُر درد حالات میں اور حضرت اقدس بانی سلسلہ کی تکذیب کی جا رہی ہے اور ہمارا دل دکھایا جا رہا ہے ان کو قرآن کریم پہلے ہی جواب دے چکا ہے کہ جو مفتری ہوں وہ ایمان نہیں لایا کرتے اور جو ایمان نہیں لاتے وہ جھوٹے ہوتے ہیں۔ اگر مدعی پر ایمان لانے والے جھوٹے مفتری ہوں تو یہ مدعی کی تکذیب ہے لیکن اگر مدعی کو جھٹلانے والے مفتری ہوں تو یہ مدعی کی صداقت کی دلیل ہوتی ہے۔ اس لئے پاکستان میں جھٹلانے والوں کا دن بدن جھوٹا ہوتے چلے جانا، جھوٹ میں گرفتار ہوتے چلے جانا خود صداقت اقدس کی

بانی سلسلہ کی تصدیق ہے آپ کی تکذیب نہیں ہے دن بدن ان کا "اور" گندے ہوتے چلے جانا اس بات کو کھلا کھلا ثابت کر رہا ہے کہ وہ خدا کی نظر میں سچے نہیں۔ اگر سچے ہوتے تو خدا کی طرف سے ان کو ایسی سزا نہ ملتی۔

حضور نے فرمایا جس یوم الفرقان کا میں نے ذکر کیا تھا اس کا اس کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اس یوم الفرقان کے لئے تیاریاں ہو رہی ہیں آپ کو خدا یوم الفرقان کی طرف لے جا رہا ہے اور جب معاملہ خوب کھل جاتا ہے تو لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ واقع ہو جاتا ہے لیکن مومن کی یہ شان نہیں کہ عَذَابٌ أَلِيمٌ کا انتظار کرتا رہے۔ مومن کو بصیرت اور بصارت کے ساتھ ان واقعات کو دیکھ کر یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ یوم الفرقان تو ظاہر ہو گیا۔ وہ تو خدا نے فرق کر کے دکھلانا شروع کر دیا ہے اب یہ آگے جا کر کس شکل میں خوب کھل کر خدا کے عذاب پر منتج ہو گا۔ اس کے وقت کا انتظار ہے لیکن ایسی نہج پر جو قومیں چل پڑیں ان کے زندہ رہنے کے کوئی امکانات نہیں ہوتے۔ اس میں کسی مذہبی استدلال کی بھی ضرورت نہیں ہوتی ایسے کردار جب بھی کسی قوم میں ظاہر ہوتے ہیں اس کو ہلاکت کی طرف لے جاتے ہیں اس لئے جماعت احمدیہ کو میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ کو ہلاکتیں دیکھنے کے لئے تماشبین کے طور پر پیدا نہیں کیا گیا بلکہ آپ تو ہلاک ہونے والوں کو بچانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ آپ ہیں عرفان کے ساقی ہیں۔ اگر آپ ہیں عرفان کے ساقی ہیں تو گرتے ہوؤں کو تھامیں اور مرتے ہوؤں کو زندہ کرنے کی کوشش کریں۔ یہ ہے آپ کا مقصد اول۔ اور یہی سچوں کی زندگی کا مقصد ہوا کرتا ہے۔ اگر آپ اس مقصد کو بھول جائیں گے تو آپ بھی جھوٹوں کی طرف سرکنا شروع ہو جائیں گے۔ یہ مقصد اتنا اعلیٰ اور عظیم ہے کہ اس کی حفاظت بہت ضروری ہے اور اس کی حفاظت سب سے پہلے آپ کے دلوں میں ہو گی۔ اپنے دلوں کو ٹٹولتے رہا کریں۔ اور سوچتے رہا کریں کہ وہ کس طرف مائل ہو رہے ہیں۔ اگر ان میں ہمیشہ یہ عزم زندہ ہے کہ ہم نے مرتوں کو بچانا ہے گرتوں کو تھامنا ہے، ہم نے بگڑی ہوئی تقدیروں کو سنبھال کے درست کرنا ہے تو پھر ایسے لوگ یقیناً سچے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو زندہ رکھے جاتے ہیں اور زندہ کرنے کی اہلیتیں ان کو عطا کی جاتی ہیں سارا فیصلہ جھوٹ اور سچ کے امتیاز کا ہے اس لئے احمدیوں کو میری یہ نصیحت ہے کہ اپنے سچ کی حفاظت کریں۔ اس پہلو سے بہت بڑے بڑے خطرے ہیں اور وہ بلند معیار جس کی توقع ایک احمدی سے کی جاتی ہے وہ احمدیوں میں نہیں ہے۔ اگرچہ دوسروں کے مقابل پر بہت بہتر ہیں لیکن ایک احمدی کا معیار جھوٹوں کے سامنے رکھ کر نہیں پرکھا جائیگا بلکہ وہ سچوں کے سامنے بلکہ دنیا میں سب سے سچے انسان حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسوٹی پر رکھ کر پرکھا جائیگا۔ اس لئے ہر ایک کو اپنے دل کو ٹٹولنے کی ضرورت ہے اور ہر احمدی کا قدم اخلاص کے ساتھ سچائی کی طرف ہونا چاہیئے اس کے ذریعہ سے یوم الفرقان ظاہر ہو گا اس لئے سچائی کے معیار کو بلند کرنے کی بہت زیادہ کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ جھوٹ ایک ایسا مرض ہے جو بڑھتا رہتا ہے اور پھر نہایت بھیانک صورت اختیار کر جاتا ہے اور ان کا خدا سے رشتہ کٹ جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا وہ لوگ جو احمدیت کے خلاف سراسر جھوٹ بول رہے ہیں اور جھوٹی گواہیاں عدالتوں میں لکھا رہے ہیں ان کو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کا کوئی حق ہی نہیں ہے کیونکہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق اور جھوٹ کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

حضور نے فرمایا احمدیوں نے بھی اگر اس بات کو فوری طور پر نہ سمجھا اور بالارادہ جھوٹ سے بچنے کی کوشش نہ کی تو ایسے معاشرہ میں رہتے ہوئے ان کی سچائی کی بھی کوئی ضمانت نہیں ہو گی۔ حضور نے ساری جماعت احمدیہ اور خصوصیت کے ساتھ پاکستان میں بسنے والوں کو جھوٹ کے خلاف جہاد کرنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا یہ جہاد بچپن سے شروع ہونا چاہیئے اور بچوں میں سچائی کی جرأت پیدا کرنی چاہیئے اور اس کے لئے مستورات جو مائیں ہیں ان کی بڑی ذمہ داری ہے بچوں میں شروع سے سچائی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور ان کو نیک اعمال کی طرف متوجہ کریں اور جرائم سے بچائیں اور ہر ملک کی مجالس عاملہ منظم طریق سے جائزہ لے کر جھوٹ کی وباء کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔

(بشکریہ ماہنامہ انصار اللہ۔ ربوہ اپریل ۱۹۸۸ء)

جماعت احمدیہ پاکستان کے متعلق تازہ ترین اطلاعات

احمدیہ پریس کمیٹی قادیان کی طرف سے جاری کردہ پریس ریلیز میں بتایا گیا ہے کہ:

نمبر ۱:۔ تحصیل شکرگڑھ کے گاؤں جبالہ کے مکرم محمد حنیف خان صاحب اوران کے بیٹے مکرم محمد اسلام خان صاحب پر دفعہ ۲۹۸ ب/ ۲۹۵ ج/ ۱۳۰ تعزیرات پاکستان کے تحت مقدمات درج تھے جن کی پیروی کے لئے وہ مورخہ ۱۶ کو نارووال پہنچے۔ پیشی سے فارغ ہو کر نارووال سے گاؤں جاتے ہوئے کسی شقی نے ان پر فائرنگ کی۔ دونوں کو دائیں ٹانگ میں گولیاں لگی ہیں ان کو ویگن پر لاد کر نارووال ہسپتال پہنچایا گیا۔ مگر ڈاکٹروں نے ان کو داخل کرنے سے انکار کر دیا۔ اسی ویگن پر ان کو سیالکوٹ پہنچایا گیا۔ وہاں بھی سول ہسپتال میں داخل نہیں کیا گیا جس پر سرکردہ احمدی احباب ۶.۵ حسنہ ملے اور اس طرح ان کو علاج کے لئے ہسپتال میں داخل کرایا گیا ہے۔

نمبر ۲:۔ مورخہ ۴ کو ایک احمدی نوجوان نرس مکرم مظفر احمد صاحب ساکن گمٹ ضلع خیرپور سندھ کو دو افراد مریض دکھانے کے بہانے باہر لے گئے اور راستہ میں ان پر پستول سے حملہ کیا۔ گولی ان کے بازو پر لگی، ظفر احمد صاحب اس وقت ہسپتال میں داخل ہیں۔

نمبر ۳:۔ مورخہ ۱۶ کو سانگھڑ کے ایک احمدی دوست مکرم رشید احمد خان صاحب کے گھر پر الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ لکھا ہوا تھا۔ ان کے خلاف ۲۹۸ ج کا پرچہ درج کر کے گرفتار کر لیا گیا ہے۔

نمبر ۴:۔ چار پانچ روز قبل مکرم مرزا عبدالحق صاحب کے گھر پر کلمہ لکھنے کی وجہ سے ان کے خلاف ۲۹۸ ج کے تحت پرچہ درج ہوا تھا چند دن تک مقدمے کی سماعت ہونے والی ہے۔

نمبر ۵:۔ چک ۱۵۲ شمالی سرگودھا میں ۱۳ احمدیوں کے خلاف اذان دینے اور نماز باجماعت ادا کرنے کے جرم میں پرچہ درج ہوا ہے۔

نمبر ۶:۔ سرگودھا کے قریب ایک گاؤں کے احمدی دوست مکرم نصیر احمد صاحب جو ویگن چلاتے ہیں کے خلاف اس بنا پر مقدمہ درج ہوا ہے کہ ان کی ویگن پر کلمہ کی تختی لگی ہوئی تھی۔

نمبر ۷:۔ اسلام آباد میں مولویوں نے کہا ہے کہ احمدیوں کی مسجد سے کلمہ مٹایا جائے ورنہ ہم خود مٹا دیں گے۔ انہوں نے ۸ اپریل کو جلوس نکالنے کا اعلان کیا ہے۔

نمبر ۸:۔ تلونڈی موسیٰ ضلع گوجرانوالہ میں ۳ ۱۲ کو ہمارا جلسہ سیرت النبیؐ تھا جس میں محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد اور جامعہ کے ایک طالب علم مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب بھی شریک تھے۔ مخالفین نے مخفی جلسہ کرنے پر گیارہ افراد کے خلاف مقدمے درج کرائے۔ تین دفعات ۲۹۵ ج، ۲۹۸ ج اور ۱۸۸ لگائی گئی یعنی مذہبی دلآزاری، توہین رسول اور بلا اجازت اجتماع اور لاؤڈ سپیکر کا استعمال مقامی جماعت کے صدر مکرم منظور احمد صاحب کو اسی دن گرفتار کر لیا گیا تھا جبکہ محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب، مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب اور دیگر آٹھ احمدی دوستوں کی عبوری ضمانت کروائی گئی تھی۔ آج اس کی CONFIRMATION تھی مگر ضمانت CANCEL کر دی گئی اور مذکورہ تمام احباب کو گرفتار کر کے گوجرانوالہ جیل بھجوا دیا گیا۔

نمبر ۹:۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ربوہ کی مساجد اور قبروں کے کتبوں پر جہاں جہاں بھی کلمہ لکھا ہوا ہے RESIDENT MAGISTRATE ربوہ اور S.H.O. ربوہ نے بار بار ان کے مٹانے کے لئے کہا ہے۔ یہ بھی دھمکی دی ہے کہ ہم ایک دو دن تک عملی اقدام کرنے پر مجبور ہوں گے۔

بعض ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت ایک اور آرڈیننس جاری کرنے کی تیاری کر رہی ہے کہ احمدیہ مساجد کے محراب وغیرہ ختم کئے جائیں اور جمعہ، نماز باجماعت کی ادائیگی کو روکنے کے اقدامات کئے جا سکیں۔

نمبر ۱۰:۔ ۱۰ اپریل کو راولپنڈی۔ اسلام آباد کے ملٹری اسلحہ خانہ میں دھماکوں کی وجہ سے پورا راولپنڈی اور اسلام آباد لرزتا تھا۔ بقول صدر پاکستان قیامت صغریٰ کا نظارہ تھا۔ ہزاروں آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ لاہور سے ہمارے کسی احمدی بھائی نے بذریعہ فون مکرم عبدالغفار صاحب امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی سے احمدیوں کے بارے دریافت کیا۔ دو گھنٹے کے وقفہ کے بعد موصوف نے جائزہ لیکر اطلاع دی کہ میں نے اب تک جتنے افراد سے فون پر رابطہ قائم کیا ہے وہ تمام بخیریت ہیں۔ الحمدللہ۔ ایک احمدی دوست کے مکان کے پاس والے دونوں مکان تباہ ہو گئے لیکن احمدی کا مکان بچ گیا۔ یہ سانحہ اس واقعہ کے بعد رونما ہوا جب پولیس نے اسلام آباد کی ایک احمدی مسجد سے کھرچ کر کلمہ طیبات کے ایک حصے مٹایا۔ تقریباً ۴۸ گھنٹے بعد یہ قیامت صغریٰ برپا ہوئی۔ انسانی ہمدردی کے ناطے جماعت احمدیہ راولپنڈی نے امدادی فنڈ میں ایک لاکھ روپے کا عطیہ دیا اور اپنے ٹیلیفون نمبر بھی نوٹ کرائے تاکہ بوقت ضرورت خون کے عطیے دئے جا سکیں۔

محترم مولانا نذیر احمد صاحب علیؓ کے متعلق
ایک مشاہدہ

مکرم مولوی احمد خان صاحب مبلغ انگلستان نے حضور ایدہ اللہ کے نام اپنے ایک خط میں مکرم مولانا نذیر احمد صاحب علیؓ کے متعلق اپنا ایک مشاہدہ تحریر کیا ہے اس خط کا متعلقہ اقتباس قارئین بدر کے ازدیاد علم و ایمان کے لئے ذیل میں نقل کیا جا رہا ہے (ایڈیٹر)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللّٰہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ

خدا تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ حضور کو لمبی عمر عطا کرے آمین

آپ کے مغربی افریقہ کے دورے کے ایمان افروز واقعات سنے آپ نے حضرت مولانا نذیر احمد صاحب علیؓ کا ذکر فرمایا۔ اس سلسلہ میں اپنا ایک مشاہدہ حضور کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں جو حضرت مولانا رضی کے دلی جذبات اور ایمان کو ظاہر کرتا ہے میں قادیان میں مسجد مبارک میں نماز کیلئے صف میں بیٹھا تھا حضرت مولانا نذیر علی صاحبؓ میرے سے اگلی صف میں میرے سامنے تھے اور ایک بزرگ سے فرما رہے تھے کہ آج میں حضرت اماں جان (ام المومنینؓ) کی خدمت میں سلام کیلئے حاضر ہوا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے مغربی افریقہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے ہزاروں خدام پیدا کئے ہیں ان کا بھی حق ہے اور میری خواہش ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد میں سے ہی کوئی صاحبزادہ افریقہ جائے اور وہ لوگ بھی ان سے برکت حاصل کریں اس پر حضرت اماں جانؓ نے فرمایا میں تو تم کو بھی اپنا بچہ ہی سمجھتی ہوں اور خدمت دین کا جو کام تم کر رہے ہو اس وجہ سے تم بھی آل مسیح موعود ہی ہو۔ حضرت مولانا اس پر بہت خوش تھے اور اپنے ساتھی بزرگ کو فخریہ کہہ رہے تھے کہ آج میری خوش قسمتی دیکھو کہ حضرت اماں جان نے مجھے اپنا بچہ فرمایا۔ میں اس وقت حضرت مولانا سے واقف نہ تھا اور

میں نے اسی وقت کسی صاحب سے پوچھا کہ یہ کون سے مولوی صاحب ہیں تو علم ہوا۔ اور اب حضور کے خطاب سے ان کی بزرگی اور بلندی اور اعلیٰ مقام کا علم ہوا۔ مجھے اب دن یاد نہیں رہا۔ البتہ مسجد مبارک میں وہ جگہ اب بھی ذہن میں محفوظ ہے جہاں میں نے یہ مشاہدہ کیا اور سنا۔ حضرت مولانا رضی کے لئے دل کی گہرائی سے دعا نکلتی ہے گو یہ عاجز کیا اور میری دعا کیا!

بارش سے پہلے بادلوں کی گرج

آغازِ خلافتِ ثانیہ کا ایک منظر

از قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ

ایڈیٹر صاحب الفضل نے مجھ سے اصرار خواہش کی تھی کہ میں الفضل کے خلافت جوبلی نمبر کے لئے کوئی مضمون لکھوں کیونکہ میں آج کل کتاب "سلسلہ احمدیہ" کے لکھنے میں بہت مصروف ہوں۔ اور اس کتاب کا بھی خلافت جوبلی کے موقعہ پر چھپنا ضروری ہے۔ اس لئے میں نے ان سے افسوس کے ساتھ معذرت کر دی تھی۔ لیکن اب ان کے مزید اصرار کہ شرکت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے "سلسلہ احمدیہ" کا ایک مختصر سا باب الفضل کے اس خاص نمبر کے لئے پیش خدمت ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کتاب کے مکمل کرنے کی توفیق دے۔ اور اس کو وہ قبولیت عطا کرے جو ہمیشہ سے اس کے مقبول کلام کو حاصل رہی ہے۔ آمین۔

خاکسار مرزا بشیر احمد عفی عنہ

جماعتِ قادیان پر قیامت کا سماں

جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ مسیحیت پر دنیا کی فضا بادلوں کی گرج اور بجلیوں کی کڑک سے گونجنے لگ گئی تھی۔ اسی طرح جب خدا کے برگزیدہ مسیح کا موعود خلیفہ مسندِ خلافت پر قدم رکھ رہا تھا تو دنیا نے پھر وہی نظارہ دیکھا۔ اور احمدیت کے آسمان پر گھٹا ٹوپ بادلوں کی گرج نے آنے والے کا خیر مقدم کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات کے وقت وہ اختلاف جو عرفاً مخفی کہلاتا تھا۔ مگر حقیقۃً اب مخفی نہیں رہا تھا۔ یکدم پھوٹ کر باہر آ گیا۔ قادیان کی جماعت کو حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات کی خبر اس وقت ملی۔ جبکہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مسجد اقصیٰ میں جمعہ کی نماز پڑھا کر مسجد سے باہر آ رہے تھے۔ اس پر سب لوگ گھبرا کر فوراً نواب محمد علی خان صاحب کی کوٹھی پر پہنچے۔ جہاں حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ اپنی بیماری کے آخری ایام میں تبدیلِ آب و ہوا کے لئے تشریف لے

گئے تھے۔ اور قادیان کی نئی آبادی کا کھلا میدان گویا میدانِ حشر بن گیا۔ بے شک حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی جدائی کا غم بھی ہر مومن کے دل پر بہت بھاری تھا۔ مگر اس دوسرے غم نے جو جماعت کے اندرونی اختلافات کی وجہ سے ہر مخلص احمدی کے دل کو کھائے جا رہا تھا۔ اس صدمہ کو سخت ہولناک بنا دیا تھا جیسا کہ بتایا جا چکا ہے۔ جمعہ کے دن سوا دو بجے کے قریب حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات ہوئی۔ اور دوسرے دن نماز عصر کے بعد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ منتخب ہوئے۔ گویا یہ قریباً چھبیس ۲۶ گھنٹہ کا وقفہ تھا۔ جو قادیان کی جماعت پر قیامت کی طرح گزرا۔

اس نظارے کو دیکھنے والے بہت سے لوگ گزر گئے۔ اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بعد میں پیدا ہوئے۔ یا وہ اس وقت اس قدر کم عمر تھے کہ ان کے دماغوں میں ان واقعات کا نقشہ محفوظ نہیں۔ مگر جن لوگوں کے دلوں میں ان ایام کی یاد قائم ہے۔ وہ اسے کبھی بھلا نہیں سکتے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ وہ دن جماعت کے لئے قیامت کا دن تھا۔ اور میرے اس بیان میں قطعاً کوئی مبالغہ نہیں۔ ایک نبی کی جماعت۔ تازہ بنی ہوئی جماعت۔ بچپن کی اٹھتی ہوئی امنگوں میں مخمور۔ اور صداقت کی برقی طاقت سے دنیا پر چھا جانے کے لئے بے قرار جس کے لئے دین سب کچھ تھا۔ اور دنیا کچھ نہیں تھی۔ وہ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہی تھی کہ اگر ایک طرف اس کے پیارے امام کی نعش پڑی ہے۔ تو دوسری طرف چند لوگ اس امام سے بھی زیادہ محبوب چیز یعنی خدا کے برگزیدہ مسیح کی لائی ہوئی صداقت اور اس صداقت کی حامل جماعت کو مٹانے کے لئے اس پر حملہ آور ہیں۔ یہ نظارہ نہایت درجہ صبر آزما تھا۔ اور میں نے ان تاریک گھڑیوں میں

ایک دو کو نہیں دس بیس کو نہیں۔ بلکہ سینکڑوں لوگوں کو بچوں کی طرح روتے اور بلکتے ہوئے دیکھا۔ اپنے جدا ہونے والے امام کے لئے نہیں۔ مجھے اعتراف کرنا چاہیئے کہ اس وقت جماعت کے غم کے سامنے یہ غم بھولا ہوا تھا۔ بلکہ جماعت کے اتحاد اور اس کے مستقبل کی فکر میں۔ مگر اکثر لوگ تسلی کے اس فطری ذریعہ سے بھی محروم تھے۔ وہ رونا چاہتے تھے۔ مگر افکار کے ہجوم سے رونا نہیں آتا تھا۔ اور دیوانوں کی طرح ادھر ادھر نظر اٹھائے پھرتے تھے۔ تا کہ کسی کے منہ سے تسلی کا لفظ سن کر اپنے ڈوبتے ہوئے دل کو سہارا دیں۔ غم یہ نہیں تھا کہ منکرینِ خلافت تعداد میں زیادہ ہیں یا یہ کہ ان کے پاس حق ہے۔ کیونکہ نہ تو وہ تعداد میں زیادہ تھے اور نہ ان کے پاس حق تھا۔ بلکہ غم یہ تھا کہ باوجود تعداد میں نہایت قلیل ہونے کے ان کی سازشوں کا جال نہایت وسیع طور پر پھیلا ہوا تھا۔ اور قریباً تمام مرکزی دفاتر پر ان کا قبضہ تھا۔ اور پھر ان میں کئی لوگ رسوخ والے۔ طاقت والے۔ اور دولت والے تھے۔ اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ چونکہ ابھی تک اختلافات کی کشمکش مخفی تھی۔ اس لئے یہ بھی علم نہیں تھا کہ کون اپنا ہے۔ اور کون بیگانہ۔ اور دوسری طرف جماعت کا یہ حال تھا کہ ایک بیوہ کی طرح بغیر کسی خبرگیر کے پڑی تھی۔ گویا ایک ریوڑ تھا۔ جس پر کوئی گلہ بان نہیں تھا۔ اور چاروں طرف بھیڑیئے تاک لگائے بیٹھے تھے۔

سکینت کا نزول

اس قسم کے حالات نے دلوں میں عجیب ہیبت ناک کیفیت پیدا کر رکھی تھی۔ اور گو خدا کے وعدوں پر ایمان تھا مگر ظاہری اسباب کے ماتحت دل بیٹھے جاتے تھے۔ جمعہ سے لے کر عصر تک کا وقت زیادہ نہیں ہوتا۔ مگر یہ گھڑیاں ختم ہونے میں نہیں آتی تھیں۔ آخر خدا خدا کر کے عصر کا وقت آیا۔ اور خدا کے ذکر سے تسلی پانے کے لئے سب لوگ مسجد نور میں جمع ہو گئے۔ نماز کے بعد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ایک مختصر مگر نہایت درد انگیز اور مؤثر تقریر فرمائی۔ اور ہر قسم کے اختلافی مسئلہ کا ذکر کرنے کے بغیر جماعت کو نصیحت کی کہ یہ ایک نہایت نازک وقت ہے اور جماعت کے لئے ایک بھاری ابتلاء کی گھڑی درپیش ہے۔ پس سب لوگ گریہ و زاری کے ساتھ خدا سے دعائیں کریں کہ وہ اس اندھیرے کے وقت جماعت کے لئے روشنی پیدا کر دے۔ اور ہمیں ہر رنگ کی ٹھوکر سے بچا کر اس رستہ پر ڈال دے جو جماعت کے لئے بہتر اور مبارک ہے۔ اس موقعہ پر آپ نے یہ بھی تحریک فرمائی کہ جن لوگوں کو طاقت ہو وہ کل کے دن روزہ بھی رکھیں تا کہ آج رات کی نمازوں اور دعاؤں کے ساتھ کل کا دن بھی دعا اور ذکرِ الٰہی میں گزرے۔ اس تقریر کے دوران میں لوگ بہت روئے اور مسجد کے چاروں کونوں سے گریہ و بکا کی آوازیں بلند ہوئیں۔ مگر تقریر کے ساتھ ہی لوگوں کے دلوں میں ایک گونہ تسلی کی صورت بھی پیدا ہو گئی۔ اور وہ آہستہ آہستہ منتشر ہو کر دعائیں کرتے ہوئے اپنی اپنی جگہوں کو چلے گئے۔

مولوی محمد علی صاحب کا مخفی رسالہ

رات کے دوران میں اس بات کا علم ہوا کہ منکرینِ خلافت کے لیڈر مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات سے قبل ہی ایک رسالہ ایک نہایت ضروری اعلان" کے نام سے چھپوا کر مخفی طور پر تیار کر رکھا تھا۔ اور ڈاک میں روانہ کرنے کے لئے اس کے پیکٹ بھی منوا رکھے تھے۔ اور اب یہ رسالہ بڑی کثرت سے تقسیم کیا جا رہا تھا۔ بلکہ یہ محسوس کر کے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات بالکل سر پر ہے آپ کی زندگی میں ہی اس رسالہ کو دور دور کے علاقوں میں بھجوا دیا گیا تھا۔ اس رسالہ کا مضمون یہ تھا۔ کہ جماعت میں خلافت کے نظام کی ضرورت نہیں۔ بلکہ انجمن کا انتظام ہی کافی ہے۔ البتہ غیر احمدیوں سے بیعت لینے کی غرض سے اور حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وصیت کے احترام میں کسی شخص کو بطور امیر مقرر کیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ

شخص جماعت یا صدر انجمن احمدیہ کا مطاع نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کی امارت اور سرداری محدود اور مشروط ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ یہ اشتہار یا رسالہ بیس اکیس صفحہ کا تھا۔ اور اس میں کافی مفصل بحث کی گئی تھی۔ اور طرح طرح سے جماعت کو اس بات پر اُبھارا گیا تھا کہ وہ کسی واجب الاطاعت خلافت پر رضامند نہ ہو۔ جب قادیان میں اس رسالہ کا علم ہوا۔ اور یہ بھی پتہ لگا کہ قادیان سے باہر اس رسالہ کی اشاعت نہایت کثرت کے ساتھ کی گئی ہے تو طبعًا اس پر بہت فکر پیدا ہوا کہ مبادا یہ رسالہ ناواقف لوگوں کی ٹھوکر کا باعث بن جائے۔ اس کا فوری ازالہ وسیع پیمانہ پر تو مشکل تھا۔ مگر قادیان کے حاضر الوقت احمدیوں کی ہدایت کے لئے ایک مختصر سا فورمٹ تیار کیا گیا۔ جس میں یہ درج تھا کہ جماعت میں اسلام کی تعلیم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیت کے مطابق خلافت کا نظام ضروری ہے۔ اور جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ جماعت کے مطاع تھے۔ اسی طرح آئندہ خلیفہ بھی مطاع ہوگا۔ اور خلیفہ کے ساتھ کسی قسم کے شرائط طے کرنا۔ یا اس کے خداداد اختیاروں کو محدود کرنا کسی طرح درست نہیں۔ اس نوٹ پر حاضر الوقت لوگوں کے دستخط کرائے گئے۔ تاکہ یہ اس بات کا ثبوت ہو کہ جماعت کی اکثریت نظام خلافت کے حق میں ہے۔ غرض یہ رات بہت سے لوگوں نے انتہائی کرب اور اضطراب کی حالت میں گزاری ۔

سمجھوتہ کے لئے آخری کوشش

دوسرے دن فریقین میں ایک آخری سمجھوتہ کے خیال سے نواب محمد علی خان صاحب کی کوٹھی پر ہر دو فریق کے چند زعماء کی میٹنگ ہوئی۔ جس میں ایک طرف مولوی محمد علی صاحب اور ان کے بعض رفقاء اور دوسری طرف حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور نواب محمد علی خان صاحب اور بعض دوسرے مؤیدین خلافت شامل ہوئے اس میٹنگ میں منکرین خلافت کو ہر رنگ میں سمجھایا گیا کہ اس وقت سوال صرف اصول کا ہے پس کسی قسم کے ذاتی سوال کو درمیان میں نہ لائیں۔ اور جماعت کے شیرازہ کی قدر کریں یہ بھی کہا گیا کہ اگر منکرین خلافت سرے سے خلافت ہی کو اُڑانے کے درپے نہ ہوں۔ تو ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر عہد کرتے ہیں کہ مؤمنوں کی کثرت رائے سے جو بھی خلیفہ منتخب ہوگا۔ خواہ وہ کسی پارٹی کا ہو ہم سب دل وجان سے اس کی خلافت کو قبول کریں گے۔ مگر منکرین خلافت نے اختلافی مسائل کو آڑ بنا کر خلافت کے متعلق ہر قسم کے اتحاد سے انکار کر دیا۔ بالآخر جب یہ لوگ کسی طرح بھی نظام خلافت کے قبول کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوئے۔ تو ان سے استدعا کی گئی کہ اگر آپ لوگ خلافت کے منکر ہی رہنا چاہتے ہیں تو آپ کا خیال آپ کو مبارک ہو۔ لیکن جو لوگ خلافت کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ آپ خدارا ان کے رستے میں روک نہ بنیں۔ اور انہیں اپنے میں سے کوئی خلیفہ منتخب کر کے ایک ہاتھ پر جمع ہو جانے دیں۔ مگر یہ اپیل بھی بہرے کانوں پر پڑی۔ اور اتحاد کی آخری کوشش ناکام رہی۔ چنانچہ جب ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو بروز ہفتہ عصر کی نماز کے بعد سب حاضر الوقت احمدی خلافت کے انتخاب کے لئے مسجد نور میں جمع ہوئے تو منکرین خلافت بھی اس مجمع میں روڑا اٹکانے کی غرض سے موجود تھے +

بیعت خلافت ثانیہ کا نظارہ

اس دو ہزار کے مجمع میں سب سے پہلے نواب محمد علی خان صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کی وصیت پڑھ کر سنائی جس میں جماعت کو ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی نصیحت تھی۔ اس پر ہر طرف سے "حضرت میاں صاحب"۔ حضرت میاں صاحب" کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اور اسی کی تائید میں مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی نے جو جماعت کے پرانے بزرگوں میں سے تھے کھڑے ہو کر تقریر کی۔ اور خلافت کی ضرورت اور اہمیت بتا کر تجویز کی کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے بعد میری رائے میں ہم سب کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ہاتھ پر جمع ہو جانا چاہیئے کہ وہ ہر رنگ میں اس مقام کے اہل اور قابل ہیں۔ اس پر سب طرف سے پھر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے حق میں آوازیں اُٹھنے لگیں اور سارے مجمع نے بالاتفاق اور بالاصرار کہا کہ ہم انہی کی خلافت کو قبول کرتے ہیں۔ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے۔ اس وقت مولوی محمد علی صاحب اور ان کے بعض رفقاء بھی موجود تھے۔ مولوی محمد علی صاحب نے مولوی سید محمد احسن صاحب کی تقریر کے دوران میں کچھ کہنا چاہا اور اپنے دونوں ہاتھ اُوپر اُٹھا کر لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کی۔ لیکن لوگوں نے یہ کہہ کر انہیں روک دیا کہ جب آپ خلافت ہی کے منکر ہیں تو اس موقعہ پر ہم آپ کی کوئی بات نہیں سن سکتے۔ اور اس کے بعد مومنوں کی جماعت نے اس جوش اور ولولہ کے ساتھ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی طرف رُخ کیا کہ اس کا نظارہ کسی دیکھنے والے کو نہیں بھول سکتا۔ لوگ چاروں طرف سے بیعت کے لئے ٹوٹے .... نظر آتا تھا۔ کہ خدائی فرشتے لوگوں کے دلوں کو پکڑ پکڑ کر منظورِ ایزدی کی طرف کھینچے لا رہے ہیں۔ اس وقت ایسی ریلا پیل تھی۔ اور جوش کا یہ عالم تھا کہ لوگ ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے۔ اور بچوں اور کمزور لوگوں کے پس جانے کا ڈر تھا۔ اور چاروں طرف سے یہ آواز اُٹھ رہی تھی کہ ہماری بیعت قبول کریں۔ ہماری بیعت قبول کریں۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے چند لمحات کے تامل کے بعد جس میں ایک عجیب قسم کا پُرکیف عالم تھا۔ لوگوں کے اصرار پر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ اور بیعت لینی شروع کی۔ یک لخت مجلس میں سناٹا چھا گیا۔ اور جو لوگ قریب نہیں پہنچ سکتے تھے انہوں نے اپنی پگڑیاں پھیلا پھیلا کر اور ایک دوسرے کی پیٹھوں پر ہاتھ رکھ کر بیعت کے الفاظ دہرائے۔ بیعت شروع ہو جانے کے بعد مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء اس مجمع سے حسرت کے ساتھ رخصت ہو کر اپنی فرودگاہ کی طرف چلے گئے ۔

خلافت کے بعد پہلی تقریر

بیعت کے بعد لمبی دُعا ہوئی جس میں سب لوگوں پر رقت طاری تھی۔ اور پھر حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس مجمع میں کھڑے ہو کر ایک درد انگیز تقریر فرمائی۔ جس میں جماعت کو اس کے نئے عہد کی ذمہ داری بتا کر آئندہ کام کی طرف توجہ دلائی۔ اور اسی دوران میں کہا کہ میں ایک کمزور اور بہت ہی کمزور انسان ہوں۔ مگر میں خدا سے اُمید رکھتا ہوں کہ جب اس نے مجھے اس خلعت سے نوازا ہے تو وہ مجھے اس بوجھ کے اُٹھانے کی طاقت دے گا۔ اور میں تمہارے لئے دُعا کروں گا اور تم میرے لئے دُعا کرو۔ چنانچہ فرمایا:۔

"دوستو! میرا یقین اور کامل یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ ایک ہے۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ پھر میرا یقین ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں ....

.... کہ قرآن مجید وہ پیاری کتاب ہے جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوئی۔ اور وہ خاتم الکتب اور خاتم شریعت ہے پھر میرا یقین ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہی نبی تھے جس کی خبر مسلم میں ہے۔ اور وہی امام تھے جس کی خبر بخاری میں ہے۔ مگر میں پھر کہتا ہوں کہ شریعت اسلامی کا کوئی حصہ اب منسوخ نہیں ہو سکتا ...

.... خوب غور سے دیکھو لو۔ اور تاریخ اسلام میں پڑھ لو کہ جو ترقی اسلام کی خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہوئی وہ جب خلافت حکومت کے رنگ میں تبدیل ہوگئی تو گھٹتی گئی ....

تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالےٰ نے اسی منہاج نبوت پر حضرت مسیح موعودؑ کو آنحضرت صلعم کے وعدوں کے موافق بھیجا۔ اور ان کی وفات کے بعد پھر وہی سلسلہ خلافت راشدہ کا چلا ہے .... حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین صاحب ان کا درجہ اعلیٰ علیین میں ہو۔ اس سلسلہ کے پہلے خلیفہ تھے ....

.... پس جب تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ اسلام مادی اور روحانی طور پر ترقی کرتا رہے گا ....

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میرے دل میں ایک خوف ہے اور میں اپنے وجود کو بہت ہی کمزور پاتا ہوں .... میں جانتا ہوں کہ میں کمزور اور گنہگار ہوں۔ میں کس طرح دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں دُنیا کی ہدایت کر سکوں گا۔ اور حق اور راستی کو پھیلا سکوں گا۔ ہم تھوڑے ہیں۔ اور اسلام کے دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم اور غریب نوازی پر ہماری اُمیدیں بے انتہا ہیں۔ تم نے یہ بوجھ مجھ پر رکھا ہے تو سنو! اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے میری مدد کرو۔ اور وہ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ سے فضل اور توفیق چاہو۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضا

باقی ص ۱۸

کے ساتھ اجازت دی کہ جب تک یہ مضمون ختم نہ ہو تب تک کارروائی جلسہ کو ختم نہ کیا جائے ...... یہ مضمون شروع سے آخر تک یکساں دلچسپی و قبولیت اپنے ساتھ رکھتا تھا۔"

(رپورٹ جلسہ مذاہب عالم (دھرم مہوتسو) لاہور)

جناب ایڈیٹر صاحب چودہویں صدی راولپنڈی لکھتے ہیں:-

"ان لیکچروں میں سب سے اچھا لیکچر جو جلسہ کی روح رواں تھا مرزا غلام احمد قادیانی کا لیکچر تھا جس کو مشہور فصیح البیان مولوی عبدالکریم سیالکوٹی نے نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے پڑھا۔ یہ لیکچر دو دن میں تمام ہوا ...... مولوی عبدالکریم صاحب نے یہ لیکچر شروع کیا اور کیسا شروع کیا کہ سامعین لٹو ہو گئے۔ فقرہ فقرہ پر صدائے آفریں و تحسین بلند ہوتی تھی اور بسا اوقات ایک ایک فقرہ کو دوبارہ پڑھنے کے لئے حاضرین کی طرف سے فرمائش کی جاتی تھی۔ عمر بھر ہمارے کانوں نے ایسا خوش آئند لیکچر نہیں سنا ...... کسی شخص کے لیکچر کے وقت اتنے آدمی جمع نہیں تھے۔ جتنے کہ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت۔ تمام ہال اوپر نیچے سے بھر رہا تھا۔ اور سامعین ہمہ تن گوش ہو رہے تھے۔ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت خلقت اس طرح آ آ کر گری جس طرح شہد پر مکھیاں۔ مگر دوسرے لیکچروں کے وقت بوجہ بے رغبتی بہت سے لوگ بیٹھے بیٹھے اٹھ جاتے تھے۔"

(چودہویں صدی راولپنڈی مؤرخہ یکم فروری ۱۸۹۷ء)

ایڈیٹر صاحب سول اینڈ ملٹری گزٹ نے اس مضمون کے متعلق اپنا تاثر ان الفاظ میں بیان فرمایا:-

"سب مضمونوں سے زیادہ توجہ اور دلچسپی سے مرزا غلام احمد قادیانی کا مضمون سنا گیا۔ جو اسلام کے بڑے بھاری مؤید اور عالم ہیں۔ اس لیکچر کو سننے کے لئے دور و نزدیک سے ہر مذہب و ملت کے لوگ بڑی کثرت سے جمع تھے ...."

قسط دوئم

احمدیت کا پیدا کردہ روحانی انقلاب

احمدیت نے دنیا کو کیا دیا اور کیا انقلاب پیدا کیا!

تقریر محترم مولوی بشیر احمد صاحب دہلوی وکیل اعلیٰ تحریک جدید (بیرون) بر موقع جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۷ء

میں نے تقریر کے ابتداء میں یہ آیت تلاوت کی تھی "هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ ...... الآیۃ۔ اس آیت میں وہ کام بتائے گئے ہیں جو سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کے وقت سرانجام دیئے اور آئندہ ایک زمانہ آنا تھا جب پھر وہی حالات رونما ہونے تھے جو سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے اور جن کا ذکر مولوی ابوالحسن ندوی صاحب نے کیا۔ تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی قائم کردہ تحریک احمدیت نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ان سب امور کو سرانجام دینا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے قبل زندہ خدا پر کامل ایمان نہ رہا تھا جس کا ذکر ابوالحسن صاحب ندوی نے بھی کیا ہے۔

خدا تعالیٰ کے متعلق مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہو گیا تھا کہ اب خدا کے ساتھ کوئی تعلق قائم نہیں کر سکتا اور نہ ہی خدا کسی کے ساتھ کلام کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اس کا خدا بھی زندہ ہے۔ اور اس کی زندگی کا ثبوت یہ ہے کہ وہ اب بھی اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا

"مجھے بھیجا گیا ہے تا میں ثابت کروں کہ ایک اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے .... آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے۔ اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا۔ آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶۱)

نیز فرمایا ؎

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

اور فرمایا یہ پھل باغ محمد یعنی اسلام سے ہی مل سکتا ہے کیونکہ وہ ایک ہی اس وقت زندہ مذہب ہے چنانچہ فرمایا ؎

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغ محمد سے ہی کھایا ہم نے

اہل حدیث کے مشہور عالم مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی نے جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں نہایت ہی بے بسی کے عالم میں یہ اعتراف کیا کہ:-

"امت محمدیہ کے بزرگ ختم ہو چکے ہیں بے شک وہ (بزرگ) وارث انبیاء اور ولی تھے۔ وہ کرامت رکھتے اور برکات رکھتے تھے۔ لیکن وہ نظر نہیں آتے وہ زیر زمین ہو گئے۔ آج اسلام اہل کرامت والوں سے خالی ہے اور ہم کو گزشتہ اخبار کی طرف حوالہ کرنا پڑتا ہے۔ ہم نہیں دکھا سکتے۔"

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ ۱۴۶)

اس کے بالمقابل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

زندہ خدا کے ساتھ آپ کے تعلق کے سلسلہ میں بے شمار نشان ہیں لیکن میں وقت کے مطابق اسی جلسہ اعظم کی کچھ تفصیل بتانا چاہتا ہوں جس میں مولوی محمد حسین صاحب نے اقرار کیا کہ آج اسلام کرامت والوں سے خالی ہے ۲۶-۲۷ و ۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ایک جلسہ مذاہب اعظم (سرو دھرم سمیلن) کا لاہور میں انتظام کیا گیا جس میں پانچ سوال مقرر کئے گئے حضور علیہ السلام نے ان سوالوں کے جواب میں ایک مضمون تحریر فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبل از وقت بذریعہ الہام مطلع فرمایا کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پہ غالب آئے گا۔ آپ نے اس الہام کی اشاعت ایک اشتہار کے ذریعہ مؤرخہ ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ان الفاظ میں فرمائی۔

"جو شخص اس مضمون کو اول سے آخر تک پانچوں سوالوں کے جوابوں کو اخیر تک سنے گا۔ تو میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک نیا ایمان اس میں پیدا ہوگا اور ایک نیا نور اس میں چمک اٹھے گا ..... مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا۔"

چنانچہ مقررہ تاریخوں پر جلسہ منعقد ہوا اور اسی جلسہ کی جو رپورٹ منتظمین جلسہ کی طرف سے شائع ہوئی اس میں لکھا:-

"پنڈت گوردھن داس صاحب کی تقریر کے بعد نصف گھنٹہ کا وقفہ تھا۔ لیکن چونکہ بعد از وقفہ ایک نامی وکیل اسلام کی طرف سے تقریر کا پیش ہونا تھا اس لئے اکثر شائقین نے اپنی اپنی جگہ کو نہ چھوڑا۔ ڈیڑھ بجنے میں ابھی بہت سا وقت رہتا تھا کہ اسلامیہ کالج کا وسیع میدان جلد بھرنے لگا اور چند ہی منٹوں میں تمام مکان پُر ہو گئے۔ اس وقت کوئی سات ہزار کے قریب مجمع تھا۔ مختلف مذاہب و ملل اور مختلف سوسائٹیوں کے معتدبہ اور ذی علم آدمی موجود تھے ...... اس مضمون کے لئے اگرچہ کمیٹی کی طرف سے دو ہی گھنٹے مقرر تھے لیکن ناظرین جلسہ کو کچھ ایسی دلچسپی پیدا ہو گئی کہ ماڈریٹر صاحبان نے نہایت جوش اور خوشی

لوگوں نے اس مضمون کو ایک وجد اور محویت کے عالم میں سُنا اور پھر کمیٹی نے اس کے لئے جلسہ کی تاریخوں میں ۲۹ر دسمبر کی زیادتی کر دی۔"

(سول اینڈ ملٹری گزٹ دسمبر ۱۸۹۶ء)

یہ لیکچر "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے نام سے شائع ہو چکا ہے اور کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ پہلے سے آپؑ کا یہ فرمانا کہ مضمون بالا رہے گا۔ اور پھر وہ بالا رہا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

پس زندہ خدا کے ساتھ آپ کا گہرا تعلق تھا اور دوستوں۔ دشمنوں۔ اپنوں اور بیگانوں کے لئے آپ کے بے شمار نشانات احمدیہ لٹریچر میں موجود ہیں۔

ایک ایمان افروز واقعہ :-

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی تحریر فرماتے ہیں :-

"ایک صوفی سجادہ نشین نے مجھے خط لکھا کہ مجھے کشف میں بڑا تجربہ ہے۔ اگر مرزا صاحب کو یہ طاقت ہے کہ وہ اہل قبور سے باتیں کرا سکیں تو وہ جس قبر کو میں کہوں اس سے باتیں کر کے اس کا حال دریافت کریں اور بتا دیں ورنہ میں بتلا دونگا۔ آپ اس خط کو لے کر بیت پہنچے اور فرمایا جو حیّ و قیّوم خدا سے روز باتیں کرتا ہے اُس کو مُردوں سے باتیں کرنے کا کیا غرض ہے (یا یہ فرمایا کہ کیا مطلب ہے) مُردوں سے مُردے باتیں کرتے ہیں اور زندوں سے زندے۔ ہم زندہ ہیں۔ ہمارا مذہب زندہ ہے۔ ہمارا خدا حیّ و قیّوم زندہ خدا ہے۔"

(تذکرۃ المہدی حصہ دوم ص ۳۸-۳۹)

ایک دوسرا واقعہ

قرآن مجید نے یہ ذکر کیا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا۔ اور آگ ان کے لئے گلزار ہو گئی غیر مسلموں نے اس پر اعتراض کیا۔ کہ ایسا نہیں ہو سکتا یہ قانون قدرت کے خلاف ہے۔ ان اعتراضات کے جواب حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کے سپرد کئے گئے اور مولانا صاحبؓ یہ جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سُناتے تھے۔ حضرت مولانا نے اس اعتراض کے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس آگ سے مراد مخالفت کی آگ بھی ہو سکتی ہے۔ مخالفت کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کا ذکر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس جواب کو سُن کر فرمانے لگے۔

مولوی صاحب! حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسی ظاہری آگ میں ڈالا گیا تھا اور خدا تعالیٰ نے یہی آگ اُن کے لئے گلزار کر دی تھی۔ مزید فرمایا۔ اگر لوگوں کو اس بارہ میں کوئی شک ہو تو آج بھی ایک ابراہیم یہاں موجود ہے اسی کو آگ میں ڈال کر دیکھ لیں کہ یہ آگ اس کے لئے گلزار ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(سیرت المہدیؑ)

(۳) لیکھرام کے سلسلہ میں آپؑ کی تلاشی ہو رہی تھی اور ایک موقع پر یہ خبر ملی کہ آپ کے خسر حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ آپ کے پاس پہنچے کہ آپ کو گرفتار کئے جانے کی تدابیر کی جا رہی ہیں۔ آپؑ نے میر صاحبؓ کو مخاطب کر کے فرمایا:-

میر صاحب! لوگ دُنیا کی محبت میں سونے اور چاندی کے کڑے پہنتے ہیں۔ ہم خدا کی محبت میں لوہے کے کڑے پہن لیں گے۔

لیکن ساتھ ہی فرمایا :-

میر صاحب ایسا نہیں ہو گا وہ خدا جو زندہ خدا ہے جس کے ساتھ ہمیں گہرا تعلق ہے وہ ایسا نہیں ہونے دے گا۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

زندہ کتاب، قرآن مجید

سیدنا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی راہنمائی کے لئے قرآن مجید ایسی پاک کتاب چھوڑی جس کے ذریعہ آپؐ نے عربوں کو زندہ کیا۔ آپؐ فرماتے ہیں

اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اَبَدًا کِتَابِیْ وَ عِتْرَتِیْ۔

مسلمانوں نے اس زندہ کتاب سے بھی رُوگردانی کی۔ مفسرین نے اس کلام پاک میں ناسخ و منسوخ کا مسئلہ گھڑا اور اسی زمانہ کے لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ اب اس کتاب کے معارف ختم ہو گئے۔ کوئی نہیں جواب آئندہ اس کتاب میں غوطہ لگا کر معارف کے موتی نکال سکے۔ لیکن احمدیت نے بتایا کہ روحانی ہدایت کے لئے قرآن مجید کو چھوڑ کر اور کوئی کتاب نہیں اور یہ ہر قسم کے نسخ سے پاک ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:-

"قرآن کریم وہ یقینی اور قطعی کلام ہے جس میں انسان کا ایک نقطہ یا ایک شعشہ تک کا دخل نہیں۔ اور وہ اپنے الفاظ اور معانی کے ساتھ خدا تعالیٰ کا ہی کلام ہے ...... اس کی ایک ایک آیت اعلیٰ درجہ کا تواتر رکھتی ہے۔ وہ وحی متلو ہے جس کے حرف حرف گنے ہوئے ہیں وہ بباعث اپنے اعجاز کے بھی تبدیل اور تحریف سے محفوظ ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۵۲۹)

پھر فرماتے ہیں کہ

"کسی کی مجال نہیں کہ ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے۔"

(اشتہارات حضرت مسیح موعودؑ جلد ۳ صفحہ ۵۹۷)

آج کے مسلمانوں نے قرآن مجید کی تعلیم کو چھوڑ کر جعلی اور خود تراشیدہ وظائف کی طرف توجہ کی ہے جو خدا۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اور جبرائیل کے نام پر اختراع کئے گئے اور یہ یقین کر لیا گیا کہ ان خود تراشیدہ وظائف سے ہی مسلمانوں کی نجات ہے لیکن احمدیت نے ہمیں یقین دلایا کہ وصالِ الٰہی اور جنت کے حصول کے لئے قرآن شریف کی اتباع ضروری ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"میں سامعین کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشحالی ہے وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی ص ۱۲۲)

پھر فرمایا یقیناً سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سُن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں، اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا مُنہ دیکھ سکیں۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی ص ۱۲۲)

اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تلقین فرمائی کہ :-

"تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ۔ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲۴)

حضور علیہ السلام اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چُوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

(باقی آئندہ)

دُعائے مغفرت

(۱) افسوس! میرے ماموں مکرم ابرار محمد صاحب ولد مکرم حاجی عبد الواحد صاحب مرحوم ساکن سکرایا (یوپی) مورخہ ۱۱/۴/۸۸ کو بعمر قریباً ۷۵ سال وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ مکرم ماسٹر نثار محمد صاحب مرحوم ٹیچر تعلیم الاسلام سکول قادیان کے چھوٹے بھائی تھے۔ مورخہ ۱۲/۴/۸۸ کو آپ کی سکرایا میں تدفین عمل میں آئی۔

خاکسار: محمد انعام ذاکر قادیان

(۲) افسوس! خاکسار کے دادا مکرم دوست محمد صاحب آف چارکوٹ ۲۲/۲۳ مارچ کی درمیانی شب کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

خاکسار: نذیر احمد مشتاق متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

(۳) افسوس! خاکسار کے خسر مکرم منور علی خانصاحب ریٹائرڈ ڈی۔ایس۔پی اور سابق صدر جماعت احمدیہ مالکا گوڈا (اڑیسہ) مورخہ ۲۹/۳/۸۸ کو وفات پا گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نیک، مخلص، دعا گو اور پابند صوم و صلوٰۃ وجود تھے اور سرکاری ملازمت سے فراغت کے بعد بحیثیت صدر جماعت، سلسلہ کی آنریری خدمت بجا لا رہے تھے۔ بغرض تحریک دُعا مبلغ بیس روپے اعانت بدر میں ادا کئے گئے ہیں۔ خاکسار: سیف الرحمن خان نمائندہ بدر کرنگ

قارئین سے ہر سہ مرحومین کی مغفرت، بلندی درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

قدرتِ ثانیہ کا چوتھا دور

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی بابرکت تحریکات

از مکرم فضل الرحمٰن سامانی صاحب دارالہجرت ربوہ

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب جب سے جماعت کی قیادت کے منصب پر فائز ہوئے ہیں جماعت احمدیہ زندگی کے ایک نئے دور میں داخل ہو گئی ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے مسلسل جماعت پر ایسے حالات وارد ہوئے ہیں جنہوں نے اس کی خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کر دیا ہے۔ اور چلنے والے دوڑنے لگ گئے۔ جماعت کی اس بے پناہ اُبھرتی ہوئی طاقت کو حضور نے ایک نبّاض حکیم اور فہیم سپہ سالار کی طرح نیکی اور بھلائی کی طرف موڑا اور پے در پے تحریکات جاری کر کے دل کی حسرتیں پوری کرنے اور آنکھیں ٹھنڈی کرنے کا موقع دیا ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ یہ تحریکات جماعت کے دل کی آواز تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ احباب نے پوری ہمت اور جوش کے ساتھ ان پر لبیک کہا اور ان کو کامیاب بنانے کے لئے بھرپور جدوجہد کی ہے۔ یہ تحریکات جان، مال، وقت، عزت و آبرو اور اولاد ہر قسم کی قربانیوں کے مطالبات پر مشتمل ہیں اور حضور کے عہد امامت کے انقلاب آفریں کارناموں کا عنوان ہیں۔

۱۔ قیام نماز کی تحریک

حضور نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد سب سے زیادہ توجہ قیام نماز کی طرف دی ہے۔ اور مسلسل خطبات کے ذریعہ جماعت کو شدّت کے ساتھ نماز باجماعت کے قائم کرنے کی تحریک کی ہے۔ حضور نے جماعتی کارکنوں کو نماز پر کاربند ہونے کی خصوصی ہدایت فرمائی تاکہ وہ دوسروں کے لئے نمونہ بنیں۔ ہر سال کی چھٹیاں جماعتی نظام کے تحت سپین کے معیّن علاقوں میں گزاریں۔ اور جماعت کا پیغام پہنچائیں۔
(الفضل ۱۹ مارچ ۱۹۸۳ء)

۲۔ مارچ ۱۹۸۲ء میں حضور نے جنوبی امریکہ کے ممالک میں وقف عارضی کے لئے پوری دنیا کے احمدیوں کو تحریک کی۔ جو لوگ خود خرچ برداشت کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں وہ وکالت تبشیر سے رجوع کریں۔ اور جو اخراجات کی استطاعت نہیں رکھتے وہ بھی اطلاع دیں۔[1]

علمی تحریکات

۳۔ ۲ دسمبر ۱۹۸۲ء کو حضور نے تمام دنیا کے اہلِ علم احمدیوں کو تحریک کی کہ وہ دینِ حق پر جدید یا علوم کے نام پر جو حملے ہو رہے ہیں ان کے جوابات تیار کریں۔ اس سلسلہ میں مرکز سے بھی رہنمائی حاصل کر کے اپنے آپ کو اس علمی جہاد کے لئے تیار کریں۔
(الفضل ۷ دسمبر ۱۹۸۲ء)

۴۔ ۸ اگست ۱۹۸۶ء کو حضور نے فرمایا کہ دینِ حق اور اس کے بانی پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کے ٹھوس مسکت اور مدلل جوابات تیار کر کے ساری دنیا میں شائع کئے جائیں۔

۵۔ ۱۰ جنوری ۱۹۸۶ء کو حضور نے مجلس عرفان میں تمام دنیا کے احمدیوں کو تحریک کی کہ وہ شہد کے بارہ میں تحقیق کریں اور قرآن حکیم کے اندر اس بارہ میں مخفی حقائق کو دنیا پر آشکار کریں۔
(احمدیہ گزٹ ٹورنٹو فروری ۱۹۸۶ء)

۶۔ ۱ نومبر ۱۹۸۲ء کو حضور نے لندن میں حفظِ قرآن کریم کی تحریک فرمائی۔

۷۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۸۲ء کو حضور نے روزنامہ الفضل اور ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت دس ہزار تک پہنچانے کی تحریک کی۔

۸۔ دو نئے یورپین مراکز کی تحریک

۱۸ مئی ۱۹۸۲ء کو حضور نے یورپین ممالک میں جماعت کے نظام کو مزید مستحکم کرنے کے لئے دو بڑے مراکز قائم کرنے کا اعلان کیا۔ حضور نے بتایا کہ دو نئے مراکز یورپ کے لئے بنانے کا پروگرام ہے ایک انگلستان میں چونکہ اسے یورپ میں ایک خاص حیثیت حاصل ہے اور ایک جرمنی میں کیونکہ جرمنی کی جماعت بہت مخلص ہے۔

۹۔ امریکہ کے لئے تحریک

۱۵ دسمبر ۱۹۸۲ء کو حضور نے احباب جماعت امریکہ کو یہ تحریک کی کہ وہ امریکہ میں فوری طور پر پانچ نئے مشن ہاؤسز اور بیوت الذکر کی تعمیر کے لئے ۲½ ملین ڈالر جمع کریں۔ حضور نے اپنی طرف سے پانچ ہزار ڈالر کی رقم عنایت فرمائی۔
(الفضل ۱۳ مارچ ۱۹۸۳ء)

۱۰۔ کینیڈا کے لئے تحریک

۲۰ اپریل ۱۹۸۳ء کو حضور نے جماعت احمدیہ کینیڈا کو یہ تحریک فرمائی کہ وہ کینیڈا میں نئے مشن ہاؤسز اور بیوت الذکر کے قیام اور موجودہ عمارات کی توسیع کے لئے تین سال کے اندر چھ لاکھ ڈالر پیش کریں۔ (الفضل ۱۹ جون ۱۹۸۳ء)

۱۱۔ توسیع مکان فنڈ

۲۸ مارچ ۱۹۸۶ء کو بیت الفضل لندن میں خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ ہندوستان کی جماعتوں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تعداد اور اموال کے لحاظ سے برکت نصیب ہوئی ہے مگر ابھی تک یہ جماعت اپنے پاؤں پر کھڑی نہیں ہوئی۔ اب جماعت کی طرف سے جو فوری ضروریات سامنے آئی ہیں ان میں کچھ تو مقامات مقدسہ کی ضروری مرمتیں ہیں علاوہ دہلی اور کانپور میں جماعت کو مرکزی عمارت کی ضرورت ہے۔ اس غرض کیلئے چالیس پچاس لاکھ روپے کی ضرورت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہندوستان کی ضرورتوں اور فوری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے جماعت کو چالیس لاکھ روپیہ اکٹھا کرنا چاہیئے۔ اس کا نام "توسیع مکان بھارت فنڈ" ہے۔

۱۲۔ تحریک جدید کے دفتر اوّل اور دفتر دوم کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی تحریک

تحریک جدید کا آغاز ۱۹۳۴ء میں ہوا تھا۔ ۱۹۴۴ء تک جو احمدی اس میں شامل ہوتے رہے وہ دفتر اوّل کے چندہ دہندگان میں شمار ہوئے۔ ۱۹۴۴ء میں دفتر دوم اور ۱۹۶۵ء میں دفتر سوم جاری ہوا۔ اس وقت تک دفتر اوّل کے چندہ دہندگان میں سے اکثر احباب فوت ہو چکے ہیں اور ان کے کھاتے بند کر دیئے گئے۔ حضور نے اس دفتر کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی تحریک کی اور فرمایا:
"میری خواہش ہے کہ یہ دفتر قیامت تک جاری رہے۔ اور جو لوگ ایک دفعہ احمدیت کی ایک مثالی خدمت کر چکے ہیں ان کا نام قیامت تک نہ مٹنے پائے اور ان کی اولادیں ہمیشہ ان کی طرف سے چندہ دیتی رہیں۔"

دفتر دوم کے بارہ میں حضور نے یہ تحریک کی اور فرمایا:
"اس دفتر کو بھی میں یہی نصیحت کرتا ہوں کہ جو دوست فوت ہو چکے ہیں۔ دفتر دوم کی آئندہ نسلیں ان کے نام کو زندہ رکھنے کی خاطر یہ عہد کریں کہ کوئی فوت شدہ دوست اس لسٹ سے غائب نہ ہونے دیا جائے گا۔"
(الفضل ۳ دسمبر ۱۹۸۲ء)

نیز حضور نے دفتر سوم کی خاطر خصوصی جدوجہد کا کام لجنہ اماء اللہ کے سپرد کرنے کا اعلان فرمایا۔

۱۳۔ تحریک جدید کے دفتر چہارم کا اجراء

بیت الفضل لندن میں ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو حضور نے خطبہ جمعہ میں فرمایا:
"آج میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ اس کی دی ہوئی توفیق کے مطابق دفتر چہارم کا بھی اعلان کرتا ہوں۔ آئندہ سے جو بھی نیا چندہ دہندہ تحریک میں شامل ہوگا وہ دفتر چہارم میں شامل ہوگا۔"

۱۴۔ وقف جدید کی تحریک کو ساری دنیا تک وسیع کرنے کا اعلان

۲۷ دسمبر ۱۹۸۵ء کو حضور نے بیت الفضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے جب وقف جدید کے ۲۹ ویں سال کا اعلان کیا تو اس کے بڑھتے ہوئے تقاضوں کو پورا کرنے کی خاطر اس کے دائرۂ کار کو بڑھا دیا اور فرمایا:
"میں اس سال وقف جدید کی مالی تحریک کو پاکستان اور ہندوستان میں محدود رکھنے کی بجائے ساری دنیا میں وسیع کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ اس سے پہلے وقف جدید صرف پاکستان تک محدود تھی۔"

۱۵۔ سیدنا بلال فنڈ

جماعت کے بعض دوستوں نے حضور سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ راہِ حق میں قربانی کرنے والوں کے لئے ایک مستقل فنڈ اکٹھا ہونا چاہیئے۔ چنانچہ حضور نے اس سلسلہ میں ۱۴ مارچ ۱۹۸۶ء کو سیدنا

[1] ضمیمہ ماہنامہ مصباح اپریل ۱۹۸۲ء

بلال فنڈ" کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:۔
"یہ ہرگز صدقہ کی تحریک نہیں بلکہ شرح صدر اور محبت کے ساتھ جو دینا چاہتا ہے وہ دے اور دلی سا تردّد یا بوجھ ہو تو وہ ہرگز نہ دے۔ اس پر لازم ہے کہ نہ دے۔"

۱۶۔ نستعلیق کتابت کے کمپیوٹر کے لئے تحریک

۱۳ر جولائی ۱۹۸۵ء کو بیت الفضل لندن میں خطبہ جمعہ کے دوران لٹریچر کی اشاعت کو وسیع کرنے کے لئے اس تحریک کا اعلان کیا کہ نوری نستعلیق خط کا کمپیوٹر پریس خریدنے کے لئے ایک لاکھ پونڈ خرچ آئے گا۔ اہم زبانیں بھی اس میں داخل کریں تو ڈیڑھ لاکھ پونڈ تک صرف پریس کا خرچ ہے اور اس پر ماہانہ خرچ بھی اُٹھیں گے۔ حضور نے فرمایا بہر حال ڈیڑھ لاکھ پونڈ کی سر دست تحریک کرتا ہوں۔

۱۷۔ تحریک بیوت الحمد

قرآن کریم نے مذہب کا خلاصہ دو باتوں کو قرار دیا ہے ایک عبادتِ الٰہی اور دوسری بنی نوع انسان سے پیار۔ اس تعلیم کے پیش نظر ۱۹۸۲ء میں پانچ سو سال کے دردناک تعطل کے بعد جماعتِ احمدیہ کو سپین میں اللہ کا پہلا گھر "البیت البشارت" کی تعمیر کی سعادت حاصل ہوئی تو اس کے شکرانے کے طور پر حضور نے بیوت الحمد سکیم کا اجراء کیا تاکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ بنی نوع انسان سے محبت والے پہلو پر بھی عمل کی توفیق ملے۔

۱۰ر ستمبر ۱۹۸۳ء کو حضور نے "البیت الھدیٰ" آسٹریلیا کا سنگ بنیاد رکھا تو اس تحریک کو پھر دہرایا اور فرمایا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کے گھر اور عبادت گزار بڑھ رہے ہیں اس لئے بنی نوع انسان کی ہمدردی میں بھی اضافہ ہونا چاہیئے۔ چنانچہ حضور نے اس سکیم میں وسعت پیدا کر کے ایک کروڑ روپیہ جمع کرنے کی تحریک کی اور اپنے وعدہ (دس ہزار) میں مزید ایک لاکھ روپے کا اضافہ فرما دیا۔ یہ تحریک حضور کے دورِ امامت کی سب سے پہلی مالی تحریک ہے۔

۱۸۔ عید کے موقع پر غرباء کے ساتھ دُکھ بانٹنے کی تحریک

۱۲ر جولائی ۱۹۸۳ء کو حضور نے خطبہ عید الفطر میں فرمایا:۔

"آج عید کی نماز کے بعد ضروری اُمور سے فارغ ہو کر اگر وہ لوگ جن کو خدا نے نسبتاً زیادہ دولت عطا فرمائی ہے زیادہ تموّل کی زندگی بخشی ہے وہ کچھ تحائف لے کر غریبوں کے ہاں جائیں اور غریب بچوں کے لئے کچھ مٹھائیاں لے جائیں.......بچوں کے لئے جو ٹافیاں یا چاکلیٹ آپ نے رکھے ہوئے ہیں وہ لیں اور بچوں سے کہیں آؤ آج ہم ایک اور قسم کی عید مناتے ہیں۔ ہمارے ساتھ چلو ہم بعض غریبوں کے گھر آج دستک دیں گے ان کو عید مبارک دیں گے۔ ان کے حالات دیکھیں گے اور ان کے ساتھ اپنے دُکھ بانٹیں گے۔"
(الفضل ۲۶ر جولائی ۱۹۸۳ء)

۱۹۔ مصیبت زدگان کیلئے تحریک

۹ر نومبر ۱۹۸۴ء کو حضور نے افریقہ کے قحط زدہ علاقوں کے لئے امداد کی تحریک فرمائی۔ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۸۶ء میں السلویڈور میں شدید اور خوفناک زلزلہ آیا جس سے بہت جانی و مالی نقصان ہوا۔ حضور نے ۱۷ر اکتوبر ۱۹۸۶ء کے خطبہ جمعہ میں السلویڈور کے مصیبت زدگان کی امداد اور یتامیٰ کی خبر گیری کی تحریک فرمائی۔

۲۰۔ پانچ سو دیگوں کی تحریک

جلسہ سالانہ کے موقع پر بڑھتی ہوئی تعداد اور جلسہ جوبلی پر متوقع حاضری کے مدنظر انتظام جلسہ سالانہ کے لئے حضور نے ۱۳ر فروری ۱۹۸۷ء کو ۵۰۰ دیگوں کی رقم مہیا کرنے کی تحریک کی۔ ایک دیگ پر تقریباً ۲۰۰۰ روپیہ کا اندازہ لگایا گیا۔ (الفضل ۱۹۸۷ء)

۲۱۔ خصوصی دعاؤں کی تحریکات

۱۳ر اپریل ۱۹۸۴ء کو حضور نے درج ذیل دعائیں بکثرت پڑھنے کا ارشاد فرمایا:۔

• سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔
• یَا حَفِیْظُ یَا عَزِیْزُ یَا رَفِیْقُ۔
• یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ نَسْتَغِیْثُ۔
• رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنَا وَانْصُرْنَا وَارْحَمْنَا
(۳۰ر مئی ۱۹۸۶ء کو بھی حضور نے ایک رؤیا کی بناء پر یہ دعا کثرت سے پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔)
• رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ۔
• اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔
• اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

۲۲۔ ۱۴ر فروری ۱۹۸۶ء کے خطبہ جمعہ میں حضور نے مندرجہ ذیل دعا کے مفہوم کو سمجھنے اور پڑھنے کی تلقین فرمائی:۔
رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔

۲۳۔ حضور نے منصب امامت پر فائز ہونے پر جماعت کے نام پہلے تحریری پیغام میں اہل فلسطین کے لئے خاص طور پر دعاؤں کی تحریک کی۔ اس کے بعد متعدد مواقع پر عالم عرب کے لئے عمومی دعاؤں کی تلقین فرمائی۔

۲۴۔ حضور نے ۷ر مارچ ۱۹۸۷ء کو جماعت کے تمام افراد کو یہ دعا یاد کرنے اور اس کا ورد کرنے کی تحریک فرمائی:۔
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَمَالِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔
(ضمیمہ ماہنامہ خالد اپریل ۱۹۸۷ء)

یقینِ کامل

از محترم چوہدری شبیر احمد صاحب واقفِ زندگی ربوہ

بفضلِ ایزدی آخر خلافت کامراں ہو گی
ہزیمت اور رسوائی نصیب دشمناں ہو گی

جری اللہ کے دامن سے ہیں جو لوگ وابستہ
مقدر ہیں انہی کے کامیابی بے گماں ہو گی

شبِ تاریک میں بھی بڑھ رہا ہے کاروانِ حق
سحر نزدیک ہے منزل نصیبِ کارواں ہو گی

وہی مصداق ہونگے مژدۂ "انّی معین" کے
اعانت کی تمنا جن کے سینے میں نہاں ہو گی

لگائی ضرب ہے جن سرکشوں نے ناقۃ اللہ کو
ثمودی قوم کی مانند ان کی داستاں ہو گی

ابھی "انّی مھین" کا نشاں دیکھا ہے دنیا نے
وہاں قہری تجلّی پھر نہ جانے کب عیاں ہو گی

فرشتے کر رہے ہیں کام اپنا قرینہ قریہ بلیں
ہمارے دل کی دھڑکن ہی نداءِ آسماں ہو گی

مسیحِ وقت نے سمجھا تھا ہم کو خدا کی سے
یہی دار و رسن پر بھی ہماری حرزِ جاں ہو گی

اگرچہ آج دنیا روکتی شبیر چلاتا ہے
مگر اک دن پشیماں ہو کے میری ہم زباں ہو گی

بارش سے پہلے بادلوں کی گرج (بقیہ صفحہ ۱۲)

اور فرمانبرداری میں میری اطاعت کرو۔ میں انسان ہوں۔ اور کمزور انسان مجھ سے کمزوریاں ہوں گی۔ تو تم چشم پوشی کرنا۔ تم سے غلطیاں ہوں گی میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر عہد کرتا ہوں کہ میں چشم پوشی اور درگزر کروں گا۔ میرا اور تمہارا متحدہ کام اس سلسلہ کی ترقی اور اس سلسلہ کی غرض و غایت کو عملی رنگ میں پیدا کرنا ہے۔ ...... اگر اطاعت اور فرمانبرداری سے کام لو گے۔ اور اس عہد کو مضبوط کرو گے تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہماری دستگیری کرے گا۔"

(الفضل ۲۱ مارچ ۱۹۱۴ء)

اس بیعت۔ اور اس تقریر کے بعد لوگوں کی طبیعتوں میں کامل سکون تھا۔ اور ان کے دل اس طرح تسلی پاکر ٹھنڈے ہو گئے تھے۔ جس طرح کہ ایک گرمی کے موسم کی بارش ایک جھلسی ہوئی زمین کو ٹھنڈا کر دیتی ہے۔ روح اللہ نے آسمان پر سے ان کے دلوں پر سکینت نازل کی۔ اور خدا کے مسیح کی بات ایک دفعہ پھر پوری ہوئی۔ کہ:-

"میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔"

(الوصیت)

دعا اور تقریر کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے شمالی میدان میں قریباً دو ہزار مردوں۔ اور کئی سو عورتوں کے مجمع میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور پھر حضور کی معیت میں مخلصین کا یہ بھاری مجمع جس کے ہر متنفس کا دل اس وقت رنج و خوشی کے دوہرے جذبات کا مرکز بنا ہوا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کو لے کر بہشتی مقبرہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور وہاں پہنچ کر اس مبارک انسان کے مبارک وجود کو ہزاروں دعاؤں کے ساتھ اس کے آقا و محبوب کے پہلو میں سلا دیا۔

الوداع اور خیر مقدم

اے جانے والے! تجھے تیرا پاک عہد خلافت مبارک ہو۔ کہ تو نے اپنے امام و مطاع مسیح موعود کی امانت کو خوب نبھایا۔ اور خلافت کی بنیاد کو ایسی آہنی سلاخوں سے باندھ دیا کہ پھر کوئی طاقت اسے اپنی جگہ سے ہلا نہ سکی۔ جا اور اپنے آقا کے ہاتھوں سے مبارکباد کا تحفہ لے۔ اور رضوان یار کا ہار پہن کر جنت میں ابدی بسیرا کر۔ اور اے آنے والے! تجھے بھی مبارک ہو کہ تو نے سیاہ بادلوں کی دل ہلا دینے والی گرجوں میں مسند خلافت پر قدم رکھا۔ اور قدم رکھتے ہی رحمت کی بارشیں برسا دیں۔ تو ہزاروں ... دلوں میں سے ہو کر تخت امامت کی طرف آیا۔ اور پھر صرف ایک ہاتھ کی جنبش سے (؟) تھراتے ہوئے سینوں کو سکینت بخش دی۔ آہ وہ ایک شکور جماعت کی ہزار دعاؤں اور تمناؤں کے ساتھ اس کی سرداری کے تاج کو قبول کر۔ تو ہمارے پہلو سے اٹھا ہے۔ مگر بہت دور سے آیا ہے۔ آ۔ اور ایک قریب رہنے والے کی محبت اور دور سے آنے والے کے اکرام کا نظارہ دیکھ

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد
دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

(منقول از روزنامہ الفضل قادیان ۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء صفحہ ۶۴ تا ۶۴) مرسلہ مکرم ناصر احمد صاحب گیا (بہار)

مرکز احمدیت قادیان میں

اعتکاف کی سعادت حاصل کرنیوالے احباب و خواتین

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ماہ رمضان المبارک ... آخری عشرہ میں درج ذیل خوش نصیب احباب و مستورات کو مرکزی مساجد میں اعتکاف بیٹھنے کی توفیق و سعادت حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب و خواتین کی عبادات اور دعاؤں کو اپنے فضل سے شرف قبولیت بخشے اور اپنے افضال و انوار کا وارث بنائے۔ آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

معتکفین مسجد مبارک

۱۔ مکرم منظور احمد صاحب گجراتی قادیان۔ امیر المعتکفین
۲۔ " حاجی محمد عبد القیوم صاحب لکھنؤ نائب
۳۔ " مرزا ظہیر الدین منور احمد صاحب قادیان
۴۔ " غلام قادر صاحب درویش "
۵۔ " محمد زاہد صاحب ... شاہجہانپور
۶۔ " فاروق احمد صاحب پشاوری قادیان
۷۔ " محمد الدین صاحب بورڈ درویش "
۸۔ " محمد عبد اللہ صاحب منڈاشی "
۹۔ " عبد الحکیم صاحب ناصر آبادی "
۱۰۔ " محمد حمید خان صاحب متعلم تعلیم الاسلام سکول "
۱۱۔ " محمد نسیم خان صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ "
۱۲۔ " محمد صلاح الدین سعدی صاحب "
۱۳۔ " فرزان احمد صاحب "
۱۴۔ " نذیر محمد صاحب مشتاق "
۱۵۔ " محمد ... شاہ صاحب "
۱۶۔ " ... ظفر ... صاحب "

معتکفین مسجد اقصیٰ

۱۔ مکرم سفیر احمد صاحب شمیم امیر معتکفین
۲۔ " سی۔ جی جمال الدین صاحب نائب امیر "
۳۔ " طاہر احمد صاحب جبیہ متعلم مدرسہ احمدیہ
۴۔ " شوکت انصاری صاحب " "
۵۔ " شیخ ہارون رشید صاحب " "
۶۔ " کے محمود احمد صاحب " "
۷۔ " محمد معین خان صاحب مکیا گنج پور
۸۔ " رفیع احمد صاحب نسیم قادیان
۹۔ " برہان الدین صاحب لطیف یادگیر

معتکفات مسجد اقصیٰ

۱۔ مکرمہ ... صاحبہ اہلیہ مکرم عبد السلام صاحب قادیان (نگران معتکفات)
۲۔ " خورشید بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر احمد صاحب ٹھیکیدار (نائب نگران معتکفات)
۳۔ " امۃ زینت الناصر صاحبہ بنت مکرم عمر الدین صاحب درویش
۴۔ " رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد سعید صاحب معز معا مرحوم
۵۔ " صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ظہیر احمد صاحب درویش
۶۔ " بشیر بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم منظور احمد صاحب چیمہ مرحوم درویش
۷۔ " طیبہ صدیقہ صاحبہ بنت مکرم مکت صلاح الدین صاحب
۸۔ " منصورہ بیگم صاحبہ آف دیو گڑھ
۹۔ " شاہینہ فرزانہ صاحبہ بنت مکرم مرزا محمود احمد صاحب درویش مرحوم
۱۰۔ " رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی مرحوم
۱۱۔ " مریم صدیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم قریشی محمد شفیع صاحب عابد درویش
۱۲۔ " اللہ رکھی صاحبہ اہلیہ مکرم فضل الرحمن صاحب درویش مرحوم
۱۳۔ " عصمت بانو صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب درویش
۱۴۔ " امۃ اللطیف صاحبہ والدہ مکرم محبوب احمد صاحب امروہی قادیان
۱۵۔ " شاہدہ مبارکہ صاحبہ بنت مکرم نذیر احمد صاحب پشاوری مرحوم

(۲) مکرم محمد سرور جاوید صاحب آف سلطنت اومان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بتاریخ ۲۹ ۲/۸۸ پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت "محمد نصیر جاوید" تجویز فرمایا ہے۔ موصوف حضور انور کی تحریک "وقف نو" کے تحت قبل از پیدائش ہی بچے کو وقف کر چکے ہیں۔ اور اس خوشی میں مبلغ یکصد روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے قارئین سے درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور نیک صالح و خادم دین بنائے۔ آمین۔

(ادارہ بدر)

(۳) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میرے چھوٹے بیٹے عزیز حبیب احمد خادم کارکن دفتر بدر کو بتاریخ ۲۳ ۴/۸۸ دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے "نعیم احمد" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم میر احمد اشرف صاحب احمدی ساکن چلہ چرلہ (آندھرا) کا نواسہ ہے۔ قارئین سے بچے کے نیک، صالح اور خادم دین ہونے اور صحت و عافیت والی لمبی عمر پانے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار بشیر احمد خادم درویش قادیان

(۴) مورخہ ۲۱ ۴/۸۸ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے طفیل خاکسار کو شادی کے چھ سال بعد پہلے بیٹے سے نوازا ہے جس کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "لبیق احمد" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم غلام محمد صاحب نائیک آف کوریل کا پوتا اور مکرم ملک عبد الرحمان صاحب آف آسنور کشمیر کا نواسہ ہے اس خوشی میں بطور شکرانہ مختلف مدات میں پندرہ روپے ادا کر کے قارئین بدر سے زچہ و بچہ کی صحت و سلامتی درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار شفیق احمد نائیک کوریل (کشمیر)

ولادتیں

(۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کی بڑی نواسی عزیزہ امۃ القدوس سلمہا اہلیہ عزیز قریشی محمد فضل اللہ نائب مدیر بدر کو بتاریخ ۲۸ ۳/۸۸ پہلی بیٹی سے نوازا ہے جو مکرم قریشی محمد شفیع عابد صاحب درویش نائب ناظر اعلیٰ قادیان کی پوتی اور مکرم حافظ عبد العزیز صاحب مرحوم درویش خادم مسجد اقصیٰ قادیان کی نواسی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت عزیزہ کا نام "قدسیہ فضیلت" تجویز فرمایا ہے۔ خاکسار اعانت بدر میں مبلغ ۱۰/- روپے ادا کرتے ہوئے قارئین سے زچہ و بچی کی صحت و سلامتی درازی عمر اور نومولودہ کے نیک صالح خادم دین بننے کیلئے دعا کی درخواست کرتا ہے

خاکسار محمد دین قادیان

ضروری اعلان برائے لجنات بھارت

دوسری سہ ماہی کی مالی رپورٹ کا جائزہ لینے پر معلوم ہوا ہے کہ پہلی سہ ماہی میں ۵۳ لجنات کی طرف سے چندہ جات موصول ہوئے اور دوسری سہ ماہی میں صرف ۳۲ لجنات کی طرف سے چندہ جات وصول ہوئے۔ چندہ جات کی رقم بھی پہلی سہ ماہی میں زیادہ ہے اور دوسری سہ ماہی میں کم۔ تمام لجنات کو توجہ دلائی جا رہی ہے کہ اپنے مالی بجٹ کے مطابق چندہ ممبری لجنہ، چندہ اجتماع لجنہ، چندہ خدمت خلق لجنہ، چندہ ناصرات ممبری و اجتماع اور چندہ لائبریری بیت النصرت کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ ہر سہ ماہی بھی پہلی سہ ماہی سے کام بہتر ہونا چاہیئے۔ لجنات اس طرف توجہ دیں۔ اور لجنہ کے چندہ جات جمع کر کے باقاعدگی سے دفتر لجنہ مرکزیہ کو روانہ کریں۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

درخواستہائے دعا

○ مکرم سید بشیر احمد صاحب مقیم جمشید پور اپنی والدہ محترمہ اور بھائیوں و بہنوں کی صحت و سلامتی نیز بھائی عزیز شکیل احمد کی امتحان میں نمایاں کامیابی، عزیز سید عمران صاحب کے کاروبار میں برکت اور اپنی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے۔

○ مکرم عبدالرحیم صاحب راٹھور ساکن یاری پورہ کشمیر اپنی صحت و سلامتی اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے قارئین سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(ادارہ)

Regd. No P. GDP-3

Phone No 35

The Weekly Badr QADIAN 143516

19th MAY 1988

KHILAFAT NUMBER

PRICE Rs. 2-00

Only Title Printed at HAMDARD PRINTING PRESS JALANDHAR